SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 23, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at three minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَذَكَرَ
ٱللَّهَ كَثِيرًاO وَلَمَّا رَءَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَصَدَقَ
ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًاO مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا
عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا۟ تَبْدِيلًاO
لِّيَجْزِىَ ٱللَّهُ ٱلصَّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ ٱلْمُنَٰفِقِينَ إِن شَآءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًاO

ترجمہ: البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت
یاد کرتا ہے اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے

وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی۔ ایمان والوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی تا کہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیات 21 تا 24)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ We may now take up questions. Question No. 19 of Abdur Rahim Mandokhel Sahib.

19. *Senator Abdur Rahim Khan Mandokhail: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) whether the Government has re−instated all the sacked employees of Intelligence Bureau in pursuance of the provisions of Sacked Employees (Re−instatement) Ordinance, 2009; and

(b) whether it is a fact that those reinstated employees are neither being paid monthly salaries on regular basis nor they have been paid other financial benefits admissible to them under the said ordinance, if so, its reasons and the time by which the same will be paid to them?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Yes. The re−instatement of sacked employees in Intelligence Bureau has been made under Sacked Employees (Re−instatement) Ordinance, 2009.

(b) The reinstated employees in Intelligence Bureau are being paid their monthly salaries on regular basis.

It may be mentioned that in accordance with the ordinance, Intelligence Bureau reinstated the sacked employee in one scale higher of their substantive pay scales they held at the time of termination of their services. However, AGPR raised objections to the placing of reinstated employees in one scale higher and asked for the endorsement of Finance Division. Accordingly, Intelligence Bureau referred the case to Finance Division for endorsement as demanded by AGPR. Afterwards, the Finance Division while issuing instructions to AGPR to release the provisional pay of reinstated employees, advised Intelligence Bureau to refer the case to Anomaly Committee for guidance / clarification. Accordingly, the issue was referred to Anomaly Committee.

The advice of the Anomaly Committee has been received on 19-01-2010. In the light of advice of Anomaly Committee, Intelligence Bureau has approached the Finance Division with the request to issue further necessary instructions to AGPR to pay the monthly salaries to the reinstated employees in one scale higher.

As regards the payment of other financial benefits admissible to the reinstated employees, like the arrears for three years in three equal installments the Intelligence Bureau has requested the Finance Division to release the requisite funds. The same are yet to be provided by the Finance Division. However, Intelligence Bureau is vigorously pursuing the case with concerned authorities in Finance Division for early release of requisite funds. The due installments will be paid to the reinstated employees when the funds are received from the Finance Division.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہاں پر اہم بات یہ ہے کہ Finance Division نے ادائیگی کرنی ہے اور اس پر تمام فیصلے ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب ایک منٹ، کھوسہ صاحب موجود نہیں تھے، وہ آ گئے ہیں۔ جی supplementary پوچھ لیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میرا supplementary question یہ ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے اس میں Finance Division میں arrears کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے۔ وزیر صاحب بتائیں گے کہ مجموعی طور پر یہ ادائیگی کب تک ہو گی؟

جناب چیئرمین: جی Advisor Sahib یہ سوال نمبر 19 ہے، انہوں نے ادائیگی کی بات پوچھی ہے کہ کب تک ادائیگی ہو گی؟

سردار لطیف خان کھوسہ (مشیر وزیراعظم برائے کابینہ امور): جناب چیئرمین! یہ Finance Division کو لکھ دیا گیا ہے اور یہ ادائیگی تین سال کی تھی، پہلی ادائیگی جو arrears کی تھی اس پر بھی Finance Division کو لکھا گیا ہے، یہ جلد ہو جائے گی۔ اس کے بعد دوسری ادائیگی بھی January, 2010 میں due ہو گئی ہے۔ چونکہ Finance Division نے کچھ objections کیے تھے، ہم نے ان کو دوبارہ لکھا ہے کہ اس کو ادا کیا جائے that will be done very soon اور انشاءاللہ یہ ادائیگی جلد ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا سوال یہ ہے کہ Finance Division کو لکھے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور جلد کی کوئی limit مقرر کی جا سکتی ہے کہ جلد کتنے عرصے کو کہتے ہیں اور کب تک یہ ادائیگی ہو گی؟

جناب چیئرمین: جی Advisor صاحب۔

سردار لطیف خان کھوسہ: جناب والا! یہ تو Finance Division والے ہی بتائیں گے، میں اس میں تو نہیں بتا سکتا لیکن ہم نے اس کو pursue کیا ہے، ہم نے ان کو تین خطوط لکھے ہیں کہ ان کو جلد ادائیگی کی جائے۔

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ لکھے ہوئے کتنا وقت ہو گیا ہے؟

سردار لطیف خان کھوسہ: جناب والا! جب AGPR نے objection کر دیا تو یہ Anomaly Committee کو refer ہوا، Anomaly Committee نے کہا کہ ان کو payment کی جائے because consistency ہونی چاہیے اور اس کی compliance ہونی چاہیے۔ ہم نے Anomaly Committee کی compliance کرتے ہوئے ان کو ایک ہفتہ ہو گیا ہے دوبارہ letter لکھ دیا ہے،

next Question, Maulana Gul Naseeb Sahib. Yes, on behalf, جی زاہد صاحب۔ زاہد صاحب Question number پڑھ لیجئے گا۔

30. *Senator Moulana Gul Naseeb Khan: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to construct new dams on river Swat and river Panjkora in Malakand Division, if so, its details?

Raja Pervaiz Ashraf (Minister for Water and Power) : There is no .may proposal for construction of new dams on Swat and Panjkora rivers by WAPDA.

However, Ministry of Water and Power has assigned Munda Dam Project on Swat river to WAPDA for Detailed Engineering Design and Construction which will be initiated after clearance court cases.

Mr. Chairman: Answer taken as read, any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا honourable Minister Sahib سے سوال ہے کہ دو دریاؤں کا کہا ہے سوات اور دیر کہ اس پر کوئی ڈیم کی بات ہے۔ انہوں نے ایک کی بات کی ہے کہ منڈا ڈیم ہمیں سونپا گیا ہے لیکن یہ معاملہ ابھی عدالت میں ہے۔ یہ کیا مطلب ہے؟ عدالت میں کیوں ہے اور اگر عدالت میں ہے تو وزارت اس کے لیے کیا کر رہی ہے کیونکہ یہ چھ سات سال سے منڈا ڈیم زیر التواء ہے۔ ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے جبکہ ابھی تک ملک میں بجلی کا بحران ہے اور سستی بجلی تو ہائیڈل سے ہی مل سکتی ہے۔ اس پر Ministry کیا کر رہی ہے؟ سپریم کورٹ میں جا رہی ہے یا ڈسٹرکٹ کورٹ میں application دے رہی ہے کہ اس کا جلدی ازالہ ہو تا کہ اس پر کام شروع ہو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک۔ جی Minister Sahib.

Raja Pervaiz Ashraf: Thank you, Mr. Chairman. Mr. Chairman,

منڈا ڈیم درائے سوات پر ہے۔ اس کی ابھی detailed engineering and feasibility report تیار ہو رہی تھی۔ یہ پراجیکٹ 2001ء میں initiate کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کی feasibility report تیار کرنے والی کمپنیز نے کوئی civil suit کیا تھا۔ اب Government of Pakistan اس میں پارٹی ہے۔ اس کو اب واپڈا کو دے دیا گیا ہے۔ پہلے یہ private sector میں لایا گیا تھا لیکن اس میں کچھ پیچیدگیاں ایسی تھیں کہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس کام میں آگے بڑھیں۔ اب کورٹ میں کیس ہے اور ہم اس کو contest کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میں راجہ صاحب کی اس بات سے یقیناً اتفاق کرتا ہوں کہ واپڈا کا اس وقت کوئی پراجیکٹ نہیں ہے لیکن آج پاکستان میں لوڈشیڈنگ کے problem میں یہ بہت ہی ضروری ہے کہ Run of the river ہائیڈل پراجیکٹس پاکستان کے اندر لائیں، کسی بھی حوالے سے۔ میں ان کی توجہ 1994 کی پاور پالیسی کی طرف دلانا چاہوں گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے 1994ء میں ایک پاور پالیسی دی تھی جس میں تین makes تھے۔ ایک ہمارا IPPs تھا جس کا اس وقت بہت چرچا ہوا، بہت زیادہ criticism بھی ہوا کہ جی کھا گئے، دوڑ گئے یہ ہو گیا لیکن آئی پی پیز میں جو تین ہزار میگاواٹ اس وقت لگے وہ آج تک آپ کے کام آرہے ہیں لیکن اس وقت کیا تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ دو چیزیں اور دی گئیں تھیں۔ ایک یہ Run of the river پر 72 sites identify کیے گئے تھے ہمارے این ڈبلیو ایف پی میں جہاں پر Run of the river projects at feasible sites تھے وہ 72 تھے اور اس کے ساتھ coal کے ساتھ بجلی کا منصوبہ تھا لیکن چونکہ یہ ہائیڈل کا مسئلہ ہے۔ میں راجہ صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ Kindly وہ اگر اس power policy میں جائیں اور ان identified sites پر پراجیکٹ لگانے کے لیے investors کو لائیں تو یہ پاکستان کی بہت بڑی service ہو گی اور اس سے آنے والے دنوں میں بہت فائدہ ہو گا۔ میں

چاہوں گا وہ اس میں جائیں اور دیکھیں۔ اگر ان کی اس مسئلے پر study ہے تو ہاؤس کو بتائیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی .Minister Sahib

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! میں بالکل honourable member کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے energy resources کو balance کرنا ہے جو کہ اس وقت totally imbalanced ہے۔ اور ہماری 1994ء کی power policy تھی---

جناب چیئرمین: اس کو آپ دیکھ لیجئے جیسے انہوں نے suggest کیا۔

راجہ پرویز اشرف: وہ اس وقت بھی guiding star ہے اور identified sites for hydro generation کے لیے اس پر کام ہو رہا ہے لیکن unfortunately law and order situation and its ground realities کو مد نظر رکھتے ہوئے investment اس لحاظ سے نہیں آرہی لیکن میں honourable member سے یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے بڑی تیزی کے ساتھ دیامر بھاشا پر جو ساڑھے چار ہزار میگاواٹس کا ہے اور اس طرح کنجی ڈیم کے لیے بھی Chinese government کے ساتھ MOUs ہو چکے ہیں and they have shown the interest. Neelam–Jehlum Run of the River پر کام شروع ہو چکا ہے اور اس کی اب tunnel بھی بننی شروع ہو گئی ہے۔ اسی طریقے سے کوہالہ پر بھی کام شروع کر دیا گیا ہے اور باقی آزاد کشمیر میں بھی Run of the River پر چھوٹے چھوٹے projects ہیں سو اور دو سو میگاواٹس کے، ان کو بھی ہم بڑے vigorously لے رہے ہیں اور انشاء اللہ ہماری یہ خواہش ہے کہ hydrogeneration ہمارے سسٹم میں زیادہ سے زیادہ آئے۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: Thank You Mr. Chairman. Sir honorable Minister sahib سے میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا 2001ء سے منڈا ڈیم controversial بنا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ اب ہماری judiciary بڑی fair judiciary ہے تو as a special case request کر کے اور اس کیس کو لگوا کر فیصلہ کروا لیا جائے کیونکہ .It is need of the time ہمیں اس وقت بجلی کی

بہت ضرورت ہے اور اس کو جلدی سے جلدی کرایا جائے۔ یا تو پھر صوبوں کے حوالے کیا جائے کہ وہ کچھ کرے اگر وہ خود نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کی suggestion نوٹ کر لی، وزیر صاحب یہ نوٹ کر لیجئے گا۔ حافظ رشید صاحب! آپ کا کوئی سوال ہے؟ suggestion ہے یا سوال ہے؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: نہیں سوال ہے 32 ہے۔

جناب چیئرمین: سوال کیجئے بسم اللہ، سوال کیجئے۔ زاہد صاحب please آپ بیٹھ جائیں۔ جی مندوخیل صاحب۔ حافظ صاحب! please بیٹھ جائیے۔ مندوخیل صاحب کے پاس floor ہے آپ چونکہ تیار نہیں ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: دریائے سوات اور پنجکوڑہ کے ہوتے ہوئے کیسے حکومت اور واپڈا نے ہائیڈل کا کوئی project نہیں بنایا حالانکہ بجلی کی اتنی ضرورت بھی ہے۔ کیا وزیر صاحب اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں کہ کیا وجوہات ہیں؟

جناب چیئرمین: جی۔ سوال آگیا جی، وزیر صاحب جواب دے دیجئے please.

راجہ پرویز اشرف: یہ بالکل حقیقت ہے کہ بہت لمبے عرصے تک کوئی بھی ہائیڈل پراجیکٹ، خاص طور پر کوئی بڑا پراجیکٹ، بڑا ڈیم initiate نہیں کیا جا سکا اور اب جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم اب اس کو بڑی تیزی کے ساتھ ان hydel projects کو لے رہے ہیں۔ جن میں، میں نے پہلے بھی بتایا کہ دیامر بھاشا ایک بہت زیادہ national importance کا project ہے۔ اس پر کام شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اس کے لیے fund arrange ہو گیا ہے اور اب اس کے لیے سارا نظام تیار ہے۔ انشاء اللہ اس سال کے آخر میں اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جہاں تک دوسرے hydel projects کا تعلق ہے، جیسے میں نے عرض کیا کہ دریائے جہلم پر نیلم جہلم ہے جس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کوہالہ کی feasibility and design engineering پر بھی کام شروع ہو چکا ہے اور Chinese government اس میں interest لے رہی ہے۔ اسی طریقے سے کنجی اور داسو پر بھی feasibility and detailed engineering کا کام ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں بتیس medium size ڈیموں پر کام ہو رہا ہے جو چاروں

صوبوں میں بنائے جائیں گے بشمول فاٹا کے۔ جن سے تھوڑی مقدار میں بجلی بھی پیدا ہو گی لیکن بطور water reservoir وہ ہماری آبپاشی کے کام آئیں گے۔

Mr. Chairman: Next Question, Abdur Rashid Sahib.

سوال نمبر پڑھ لیجئے رشید صاحب۔

32. *Senator Abdur Rashid: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the number of Grid stations in Bajaor Agency; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the government to install more grid stations in the said agency, if so, when?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) At present there is one No. 66 KV Grid Station at Khar Bajour Agency having 03 Nos. Power Transformers of 10/13 MVA capacity each. One No. Power Transformer of 10/13 MVA capacity installed at 132 KV Grid Station Timurgara is also feeding the Bajour Agency.

(b) No. Only the up-gradation of existing Grid Station from 66 KV to 132 KV at Bajour has been approved by CDWP with the estimated cost of Rs. 453 million.

Mr. Chairman: Answer taken as read, any supplementary? آپ کا ہے؟

سینیٹر عبدالرشید: ہاں جی۔

جناب چیئرمین: فرمائیے۔

سینیٹر عبدالرشید: میرا ضمنی سوال ہے کہ باجوڑ ایجنسی کی آبادی تمام قبائل میں سے زیادہ ہے تمام ایجنسیوں سے جو کہ تقریباً ساڑھے دس لاکھ ہے۔ سوال میں بتایا گیا ہے کہ اس میں ایک گرڈ سٹیشن ہے۔ وزیر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ آپ دیگر ایجنسیوں میں بڑے grid stations

کی تعداد بتائیں گے؟ اگر دیگر ایجنسیاں جن کی آبادی بھی کم ہے باجوڑ ایجنسی کی نسبت اگر اس میں ان کی تعداد زیادہ ہے اور باجوڑ میں ایک ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین: جی .Minister Sahib

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! جہاں تک باجوڑ ایجنسی کا تعلق ہے یہاں 66KV کا گرڈ سٹیشن موجود تھا۔ اب اس کو 132KV سے upgrade کیا جا رہا ہے 45 کروڑ روپے کی لاگت سے اور وہ ایک سال میں مکمل ہو جائے گا۔ دوسرا agencies میں کس کس جگہ پر کتنے گرڈ سٹیشن ہیں تو یہ تو، میں سمجھتا ہوں کہ میں دوبارہ معلومات حاصل کر کے بتا سکوں گا۔

جناب چیئرمین: جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ باجوڑ میں 66 KV grid station کو 132 KV کی upgradation in 453 million یہ کب تک complete ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: یقیناً جہاں پر بھی ضرورت ہو یا آئندہ آنے والے وقتوں میں اس کی ضرورت محسوس کی جائے وہاں پر ہم یہ plan کرتے ہیں۔ اگر معزز رکن کے پاس کوئی specific site ہے جہاں یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں لگانا ضروری ہے تو وہ مجھے دے دیں، مجھے خوشی ہو گی۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، عبدلرشید صاحب۔

33. *Senator Abdur Rashid: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the number of dams in FATA; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to construct more dams in FATA, if so, the names of Agencies where the same will be constructed?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The Warsak Dam is the only completed project in FATA (Khyber Agency) and in operation since, 1960.

(b) The following dams are under construction/study in FATA:

Sr. No.	Name of Projects	Agency	Status
1.	Gomal Zam Dam	South Waziristan	Under construction
2.	Kurram Tangi Dam	North Waziristan	Ready for Construction
3.	Munda Dam	Mohmand	Detailed Engineering Design to be initiated.
4.	Bara Dam	Khyber	Engineering Study in progress
5.	Chowkas Dam	Malakand	Engineering Study to be initiated.
6.	Totakan Dam	Malakand	Engineering Study to be initiated.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! میرا معزز وزیر سے ضمنی سوال یہ ہے کہ گومل زام ڈیم کتنے عرصے سے under construction ہے اور یہ project کیوں اور کتنا delay ہو چکا ہے اور اس کی نئی completion date کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی! وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! یہ گومل زام ڈیم South Waziristan Agency میں ہے تو اس وقت اس کی 76.56% physical progress ہو گئی ہے اور ایک بد قسمتی ہوئی کہ یہ Chinese company کے پاس تھا اور وہاں ایک چینی انجینئر کا murder ہو گیا تو کام رک گیا۔ اب چینی انجینئر واپس آگئے ہیں اور یہ کام دوبارہ بڑی تیزی کے ساتھ شروع ہے اور امید ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

سینیٹر ہارون خان: وزیر صاحب نے delay کی وجہ تو بتا دی ہے اب نئی completion date کیا ہے؟ وہ انشااللہ تو کہہ رہے ہیں لیکن وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز ایک سال میں ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب والا! یہاں تو ڈیموں کا باران کیا گیا ہے ماشا اللہ، بہت اچھی بات ہے لیکن میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ڈیم کب سے شروع کیے گئے ہیں اور کب تک یہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ میرے علاقے مہمند میں ایک ڈیم بنایا جا رہا ہے جس کا نام منڈا ڈیم ہے تو ہماری مہمند قوم اس ڈیم کا نام مہمند ڈیم رکھنا چاہتے تو اس کے بارے میں حکومت کی کوئی تجویز ہے یا نہیں؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی! وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! منڈا ڈیم، مہمند ایجنسی میں ہے۔ ہمارے پاس تو اس کا نام منڈا ڈیم ہی ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے وہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن معزز رکن نے جو بات کی ہے تو ہم منڈا ڈیم مہمند ایجنسی اس کو کہتے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: نہیں جناب! ایسا نہیں ہے۔ منڈا ایک جگہ کا نام ہے۔

جناب چیئرمین: خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحب کی خدمت عرض کروں گا کہ یہ گومل زام ڈیم 1960 میں بننا شروع ہوا تھا، اس کو بنتے پچاس سال ہو گئے ہیں، بیسویں صدی تو ختم ہو گئی ہے، تو کیا وزیر صاحب بتا سکتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں کوئی time یا سال ایسا ہے کہ اس میں یہ ڈیم بن جائے گا؟

راجہ پرویز اشرف: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ تھوڑا سا درست کر لیا جائے۔ گومل زام ڈیم کی actual commencement July, 2002 میں ہوئی تھی اور جیسا کہ میں نے کہا کہ وہاں پر ایک واقعہ پیش آیا جس میں ایک چینی انجنیئر کا murder ہوا تو کام رک گیا۔ اب دوبارہ اس ڈیم پر کام June 2007 میں شروع کیا گیا اور اس کی actual date of completion 2006

تھی اور اب 2010 revised date of completion ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چار، چھ مہینے delay ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: ریحانہ یحیٰی صاحب۔

سینیٹر ریحانہ یحیٰی بلوچ: جناب چیئرمین! سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ

1. Gomal Zam Dam under construction.
2. Kurram Tangi Dam ready for construction
3. Munda Dam Detailed Engineering Design to be initiated
4. Bara Dam Engineering Study in progress
5. Chowkas Dam Engineering Study to be initiated.

جناب والا! کیا وزیر صاحب اس کی وضاحت کریں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! جس وقت کوئی dam plan کیا جاتا ہے تو یہ ایک بڑا لمبا چوڑا کام ہوتا ہے، اس کی feasibility, site selection and after that its detailed engineering میں کافی وقت لگتا ہے۔ اس میں تین، تین، چار، چار سال کا وقت لگ جاتا ہے کہ جب پوری study مکمل ہو اور اس کی detailed engineering سامنے آئے، یہ ایک نظام ہے اور جس طرح سینیٹر صاحبہ نے خود پڑھا ہے کہ ان تمام dams کی sites پر یہ، یہ کام شروع ہو چکا ہے اور detailed engineering کے بعد ان کو پھر international tendering کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ گومل زام ڈیم پر کام 2002 سے شروع ہے۔ وزیر صاحب کو ذرا ریکارڈ دیکھنا چاہیے۔ 1976 سے پہلے یعنی جب بھٹو صاحب وزیر اعظم تھے اس وقت میں وہاں گیا ہوں اور میں نے خود وہ ڈیم دیکھا ہے، وہاں پر کام شروع تھا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! جیسا کہ مندوخیل صاحب نے کہا ہے ریکارڈ ٹھیک کر لیجیئے۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! یقیناً میں مندوخیل صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس ڈیم کی proposal and plan شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے زمانے میں ہوا اور انہوں نے اس کو initiate کیا تھا لیکن actual date of commencement ہم اس وقت لیتے ہیں جس وقت ہم اس کی tendering کر دیتے ہیں، feasibility مکمل ہوتی ہے اور detailed engineering ہوتی ہے وہ 2002 ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔

35. *Senator Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the date of approval of Mahl Hydropower project on Rivers Mahl and Jehlum in Azad Jammu and Kashmir;

(b) the progress made on this project so far; and

(c) whether it is a fact that a consortium led by Korean Companies offered help in the said project, if so, the progress made in this regard so far?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The Government of Azad Jammu and Kashmir (Government of AJ&K) decided to develop the Mahl Hydropower Project. (“the project”) through Public Private Partnership (PPP) under the Power Policy, 2002. Accordingly the Government of AJ&K advertized the project in 2008.

(b) The Project could not move further due to non availability of PPP Model with the Government of AJ&K. Model of further implementation of Mahl Project is being reviewed by a Committee formulated by the Prime Minister of AJ&K.

(c) Six companies including Korea Electric Power Company submitted their proposals to the Government of AJ&K. Due to unavailability of PPP model the project could not move forward by Government of AJ&K. Ministry of Water and Power through PPIB has requested Government of AJ&K to issue NOC to handle it at

federal level. The work on this project will commence soon after the decision of the Government of AJ&K in the matter.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب والا! اس سوال میں ایک بڑی اہم بات ہے۔ اس میں Korean company نے امداد کی پیشکش کی ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم اس کو فائلوں کی نذر کر دیتے ہیں اور NOC کے چکر میں اب یہ delay ہو رہا ہے۔ جواب میں لکھا ہے کہ این او سی جاری کرنے کے لیے اس معاملے کو وفاقی سطح پر اٹھایا جائے۔ مجھے یہ بتائیں کہ این او سی جاری ہونے میں کیا رکاوٹیں ہیں اور کون سی ایجنسی سے ان کو این او سی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی! وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب والا! اس وقت گومل زام ڈیم پر جو کمپنیاں کام کر رہی ہیں وہ FWO ہے اور ان کے CWHEC کا joint venture ہے جو کہ چینی کمپنی ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، مولا بخش چانڈیو صاحب۔

43. ***Senator Moula Bakhsh Chandio**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether the Government is contemplating to construction / install power plant on Chashma−Jhelum link canal, if so, its impact on the supply of water to Sindh from that canal?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The Government of Pakistan is exploring every possibility for power generation in the country. In this scenario Government of Punjab to join hands with the Government of Pakistan in the efforts to produce cheap hydropower intends to install 44.3 MW Hydel Power Project at Chashma (C−J) Link Canal outfall.

(b) The project is based on run of the canal concept and will be subject to operation of the canal authorized by IRSA out of the share of water allocated to Punjab. It therefore will not affect

the share of water of the Sindh Province. However, the matter has been taken up by IPC Division for-resolution at the IPCC level with the participation of all stake holders.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب والا! میرا معزز وزیر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ حکومت سندھ اور حکومت پنجاب کے معاہدوں کے مطابق چشمہ جہلم کینال، فلڈ کینال ہے تو منسٹر صاحب بتا سکیں گے کہ کیا فلڈ کینال پر power plant بن سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی! وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: شکریہ جناب چیئرمین! اس میں کچھ عرصے سے sensitivity create ہو گئی ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ پانی regulate کرنا یا پانی کی apportionment بنیادی طور پر ایک regulator کا کام ہے and IRSA is the regulator جس میں تمام صوبے represented ہیں اور وہ بیٹھ کر ایک regulator کے طور پر فیصلہ کرتے ہیں اور اس چیز کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ کسی صوبے کا حق دوسرا صوبہ نہ لے۔ اور اگر اپنے حصے میں سے کسی نہر یا کسی جگہ پر پانی استعمال کرنا چاہے تو under the accord اس پر کوئی bar نہیں ہے۔ یہ سب کے علم ہے کہ recently Chief Minister of the Punjab and Chief Minister of Sindh اور ان کی ٹیم نے بیٹھ کر اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کر لیا ہے اور under 1991 accord اس کو proper طریقے سے implement کیا جائے گا۔ یہ معاملہ اب گورنمنٹ کے پاس ہے یا regulator کے پاس ہے، وفاقی حکومت اپنے طور پر اس معاملے میں دخل نہیں دیتی۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جواب میں اس power plant کا ذکر ہوا ہے کہ حکومت پاکستان کے ساتھ پنجاب حکومت power plant بنا رہی ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کے ساتھ ان کی کوشش جاری ہے تو کیا Flood Canal پر power plant لگ سکتا ہے یا نہیں؟

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! میرے خیال میں معزز ممبر کے پاس معلومات صحیح نہیں ہیں، میں ان کے record کی درستگی کے لیے عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پاکستان اور پنجاب

گورنمنٹ کا کوئی joint venture نہیں ہے بلکہ یہ private sector میں ایک plant لگانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ case NEPRA کے پاس ہے جو کہ tariff determination کے لیے 44 MGW کا یہ plant ہے اور وہ tail کے اوپر لگایا جا رہا ہے اور اس کے بارے میں Government of Sindh کے جو بھی تحفظات تھے ان کو tackle کیا جارہا ہے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب! آپ نے یہاں کہا ہے کہ ہم power plant بنا رہے ہیں، پہلے بھی آپ نے یہی بات کی جس کی وجہ سے میں نے سوال پوچھا کہ Flood Canal پر power plant لگ سکتا ہے یا نہیں ؟

راجہ پرویز اشرف: جناب! ہر power plant کی انہوں نے خود feasibility بنانی ہوتی ہے، اس کے لیے کتنا پانی ان کو ملے گا، historical data کیا ہے، اس پر base کرتے ہوئے اگر کوئی پلانٹ لگانا چاہے اور وہ اپنے حصے کے پانی سے لگانا چاہے، ان کو پانی ملتا ہے یا نہیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے، یہ ہمارا concern نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ اس کو دوبارہ study کر لیں، چانڈیو صاحب کے سوال کا proper جواب نہیں مل رہا۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میرا ایک سیدھا سا سوال ہے کہ موجودہ صورتحال میں وزیر صاحب نے فرمایا کہ صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے Chief Ministers آپس میں ملے اور انہوں نے باہمی طور پر اس مسئلے کو حل کر لیا۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ جب آئین کے تحت ایک ادارہ CCI موجود ہے جہاں پر یہ تمام معاملات اٹھنے چاہییں اور طے ہونے چاہییں۔ ہم کیوں institutions کو ignore کر کے personal level کے اوپر چلے جاتے ہیں؟ جب ہمارے پاس ایک institutional mechanism موجود ہے تو پھر حکومت نے اس institutional mechanism کو کیوں استعمال نہیں کیا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: شکریہ جناب چیئرمین! میں معزز ممبر کے اس سوال کے جواب میں یہ کہنا چاہوں گا کہ regulator کے ambit میں یہ بات آتی ہے کہ under 1991 accord وہ کس طرح پانی کو تقسیم کرتا ہے۔ اب اگر کسی صوبے کو غلط فہمی ہے اور اس کی interpretation کی ضرورت ہے تو پھر وہ CCI کے پاس جائیں۔ جناب! Irsa کے forum پر سارے صوبے represented ہیں اور چاروں صوبوں کے ممبران ہیں اور ایک فیڈرل ممبر بھی وہاں پر ہوتا ہے اور اس ضمن میں عرصہ دراز سے consensus کے ساتھ فیصلے ہوتے ہیں۔ اگر کسی صوبے کو کوئی مسئلہ ہو تو وہ کسی دوسرے صوبے سے clarification مانگ لے یا کسی بھی clause کی interpretation پر اتفاق رائے ہو جائے، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میں اس سے agree کرتا ہوں کہ جیسے معزز ممبر نے کہا ہے کہ اگر Irsa کے level پر یہ مسئلہ ٹھیک نہیں ہوتا تو پھر highest forum CCI ہے۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ہم institutions کو build کرنے کی بات کرتے ہیں۔ Irsa کے level پر یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ Irsa کے level پر جب یہ مسئلہ تھا تو سندھ کے ممبر نے Irsa کی meeting سے walk out کیا۔ پنجاب کے ممبر نے بھی walk out کیا۔ بلوچستان کے ممبر نے سندھ کے ممبر کے حق میں اپنا استعفیٰ دیا۔ اس کے بعد ایک وفد صوبہ پنجاب سے صوبہ سندھ بھیجا گیا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب ایک صورتحال پیدا ہو گئی تو آئین کے تحت ایک ادارہ موجود ہے۔ اگر فاضل وزیر صاحب اس Article کو پڑھ لیں تو اس کا تعلق پانی کے ساتھ بھی ہے کہ اگر ایک dispute دو صوبوں کے درمیان پیدا ہوتا ہے تو اس کو Council of Common Interests میں اٹھانا چاہیے تھا، بجائے اس کے کہ یہ مسئلہ between two Chief Ministers individually لیا جائے۔

جناب چیئرمین: ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ CCI کو by pass کیوں کر رہے ہیں؟

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کیونکہ فاضل ممبر ایک معروف قانون دان بھی ہیں، یہ حق بھی صوبے کا ہے کہ اگر کوئی صوبہ CCI جانا چاہے، اگر اس کو کسی فیصلے کے اوپر کوئی reservations ہیں۔ اگر دونوں صوبے بیٹھ کر آپس میں بات کرنا چاہتے تو پھر اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں، اگر کوئی صوبہ CCI کے پاس جانا چاہے تو ضرور جائے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is a question of institution and it is a question of Constitution. The Prime Minister called the two Chief Ministers, if the Prime Minister can call the two Chief Ministers then why is the CCI being by passed.

یا تو CCI کو Constitution سے نکال دیں لیکن جب ایک ادارہ موجود ہے اور ہم اداروں کو build کرنے کی بات کررہے ہیں اور اس floor of the House پر کہا گیا تھا کہ CCI کا اجلاس call کیا جائے۔ اگر اس مسئلے کو settle کرنے کے لیے وزیر اعظم صاحب دو Chief Ministers کو بلا سکتے ہیں تو وہ ایک institutionalized body کے پاس اس مسئلے کو کیوں لے کر نہیں گئے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب! میں اسی سلسلے میں عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ CCI میں case وہ صوبہ لے کر جا سکتا ہے جو aggrieved ہو، جس کے تحفظات ہوں۔

جناب چیئرمین: جی سردار صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! میاں رضا ربانی صاحب نے جو بات کی ہے وہ بالکل درست ہے، Council of Common Interests کا ایک ادارہ موجود ہے، اگر پنجاب نے سندھ کے لیے اپنا حق surrender کر دیا، اپنے آپ کو بڑا magnanimous اور بڑا بھائی سمجھ کر لیکن بہت سے لوگ ہیں جن کو اس پر extreme reservations ہیں۔ یہ حکومت پانچ سال سے مدت پوری کرے یا نہ کرے تو کیا جو next حکومت آئے گی وہ فیصلہ کرے گی کہ نہیں جو چشمہ جہلم لنک کنال ہے اس کو آپ بند نہیں کر سکتے تو اندازہ لگائیے کہ پھر سندھ کو کتنا زبردست اعتراض ہو گا۔ یہ صوبوں کو آپس میں لڑانے کی سازش ہے اور جو سدرن پنجاب ہے اس میں چار ملین ایکڑ اراضی بنجر ہو جائے گی۔ اس پر serious reservations ہیں اور میں رضا صاحب کی بات کی fully تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! مجھے معزز ممبران کا احترام ہے، میری صرف گزارش یہ ہے کہ Irsa is a regulator اس میں چاروں صوبے represented ہیں۔ اگر ان میں

کسی معاملے پر اتفاق رائے نہیں ہے یا کسی صوبے کے ممبر کو کوئی reservation ہے تو یقیناً اس کا forum Punjab Government یا سندھ گورنمنٹ ہے وہ ان سے مشورہ کرتے ہیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ میں یہاں یہ بھی clear کر دینا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے اس میں کوئی part play نہیں کیا، وہ خود دونوں Chief Ministers ملے، ان کے Irrigation Ministers ملے، ان کے Secretaries Irrigation ملے اور ان کی کسی clause کے متعلق اپنی اپنی interpretation تھی یا پانی کی تقسیم کے اعداد و شمار تھے، انہوں نے کہا کہ آؤ بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں کہ آپ کی calculation ٹھیک ہے یا ہماری ٹھیک ہے اگر صوبے agree کر جاتے ہیں، ان کے ممبرز Irsa میں agree کر جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، ہاں اگر وہ agree نہیں کرتے تو پھر CCI forum ہے، وہاں جا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is very sad what the honourable Minister has said and this is the last comment I will make. It is very sad that the honourable Minister is equating Irsa with a constitutional body i.e., CCI.

Mr. Chairman: Right, thank you. Q.No. 46 Begum Najma Hameed, yes, Chattha sahib on her behalf.

46. *Begum Najma Hameed: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any negotiation in process for purchase of electricity from any foreign country, if so, the name of said countries with other details?

Raja Pervaiz Ashraf: There are three proposals under consideration for import of power from following two foreign countries.

(i) 1000 MW from Iran for the National grid the feasibility study is under process:

(ii) 1000 MW from Tajikistan− PC−I is under process.

(iii) 100 MW from Iran for Gwadar construction of transmission line and grid station is under execution.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک سب سے زیادہ جس شدید قسم کے بحران کا شکار ہے وہ بجلی کی کمی ہے۔ اس سلسلے میں ایک مسئلہ بہت دیر سے چلا آرہا ہے کہ ہمسایہ ملکوں سے بجلی import کی جائے اور خاص طور پر تاجکستان اور ایران سے، ایک عرصے سے ہم یہ کمی face بھی کر رہے ہیں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے، کبھی زیر عمل ہے، کبھی زیر تفتیش ہے۔ حکومت اس شدید بحران کا کیوں نوٹس نہیں لیتی اور لوگوں کی تکلیف کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو priority کیوں نہیں دیتی؟ کیوں ایسا نہیں کیا جاتا اور کئی سالوں سے یہ زیر التواء ہے؟

جناب چیئرمین: جواب دیجیے منسٹر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! بجلی کی shortage یقینی ہے اور جس طرح معزز رکن نے کہا کہ یہ بحران موجود ہے اور میں عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ پڑوسی ملکوں سے خاص طور پر ایران سے ایک 1100 میگاواٹ بجلی لینے کا معاہدہ ہو چکا ہے جس میں 39 میگاواٹ گوادر اور گردو نواح کے لئے لیے جا رہے ہیں۔ اس مہینے بھی ہمارا وفد تہران میں تھا۔ وہ 39 میگاواٹ کو 100 میگاواٹ تک enhance کر رہے ہیں۔ ایک ہزار میگاواٹ کے لئے اس main transmission line پر کام ہو رہا ہے جس میں ایران کی توانیر کمپنی اور پاکستان کا NESPAK دونوں consultants مل کر اس کی feasibility تیار کر رہے ہیں لیکن اس پر تقریباً چار سال کا عرصہ لگے گا۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جیسا کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ چار سال لگیں گے۔ اس وقت ایران کے ساتھ ہمارا 35 میگاواٹ کا ایک معاہدہ ہے جس سے تربت، گوادر اور پنجگور کو ہم electrify کر رہے ہیں۔ پچھلے سال سے ہماری ضرورت 45 میگاواٹ تک بڑھ گئی ہے۔ وہاں پر 8 گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ ہوتی رہی ہے۔ اس سال مزید villages electrify ہو گئے ہیں 12 سے 14 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ already ہمارے پاس یہ گنجائش ہے کہ اگر 35 میگاواٹ کو ہم 50 یا 60 میگاواٹ تک لے جائیں تو آنے والے دنوں میں ہم لوڈ شیڈنگ سے

بچ جائیں گے۔ Prime Minister sahib نے already اس پر directive آپ کو بھیجا ہے۔ Kindly sir, اس کو process کر لیں۔

جناب چیئر مین: جی منسٹر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ہمارا PEPCO کا ایک وفد جس میں technical لوگ تھے، میں خود تہران میں موجود تھا۔ وہ پچھلے ہفتے واپس آئے ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے کہ یہ جو میگاواٹس ہم حاصل کر رہے ہیں ان کو enhance کیا جائے اور ہماری خواہش ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی پر کام ہو رہا ہے تاکہ ان اضلاع میں جن کی معزز ممبر نے بات کی ہے وہاں پر یہ مسئلہ ختم کیا جائے اور 100 میگاواٹ لینے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ جو ڈاکٹر مالک نے سوال کیا ہے اور میرا بھی اس میں یہ related ہے کہ ہمارے منسٹر صاحب تو بڑے hard-working ہیں اور ماشاء اللہ بلوچستان کے لئے بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ دیکھیں پہلے ایک معاہدہ 35 میگاواٹ کا جب موجود ہے ایران سے۔۔۔۔۔ اگر وہ اتنا لمبا process کر رہے ہیں کہ چار سال کا وقت لگے گا۔۔۔۔

جناب چیئر مین: بلیدی صاحب! آپ سوال کر لیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میرا سوال یہ ہے کہ تربت، پنجگور اور گوادر کے لئے as soon as possible دو مہینے کے اندر اندر 60 یا 100 میگاواٹ تک بڑھائیں۔ اس میں کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحب جواب دیجیے۔

راجہ پرویز اشرف: یقیناً جناب! معزز رکن کی جو observations ہیں کہ ہمیں ان پر تیزی کے ساتھ کام کرنا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کوئی quick fix power sector میں نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے پورا ایک سسٹم develop کرنا پڑتا ہے۔ Existing system پر اگر آپ وہاں سے 35 میگاواٹ لے رہے ہیں اور آپ نے 100 میگاواٹ لینا ہے تو اس کو آپ نے

اپ گریڈ کرنا ہے۔اس کے لئے سارا نظام وضع کرنا ہوتا ہے دونوں ملکوں نے۔ تو اس لئے اس میں جو minimum possible وقت لگے گا ہم اسی پر کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : جناب والا! اس میں آپ کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوگا۔ اس میں just agreement کو بڑھانا ہے، جو 100 میگا واٹ والا ہے اس میں آپ کے پیسے خرچ ہوں گے۔ اس سسٹم میں 70 میگاواٹ تک آپ بغیر پیسوں کے کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Next question حاجی عدیل صاحب کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ خٹک صاحب on behalf of Haji Adeel sahib. خٹک صاحب، سوال نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: سوال نمبر۔ 47

47. *Senator Haji Mohammad Adeel: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Jaban Power House Malakand N.W.F.P. is non functional since long time, if so, the reasons thereof indicating also the date since which it is non functional; and

(b) whether it is also a fact that the said Power House is owned by the provincial Government, if so, whether there is any proposal under consideration of the Government to hand over it to that Government?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) It is a fact that Jabban Power House in Malakand is non functional since 12−11−2006 due to fire incident. It is now under the process of rehabilitation.

(b) It is also fact that said power house was in the custody of Govt. of NWFP before creation of WAPDA, 1958. However, this project alongwith other small Hydels in Punjab was handed over to WAPDA by the Govt. of Pakistan along with all

assets, after establishment of WAPDA, under the WAPDA Act, 1958.

At this stage, there is no such proposal under consideration of WAPDA regarding handing over of this power house to Govt. of NWFP.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر افراسیاب خٹک: میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب میں فرمایا ہے کہ

However, this project along with other small Hydel projects in Punjab were handed over to WAPDA by the Government of Pakistan along with all assets, after establishment of WAPDA, under the WAPDA Act, 1958.

تو سوال یہ ہے کہ اس وقت تو one unit تھا۔ اسی لئے یہ واپڈا کے حوالے کیا گیا تھا لیکن one unit ٹوٹنے کے بعد بھی واپڈا نے ان assets کو غصب کر رکھا ہے۔ تو صوبہ پشتونخواہ کو وہ assets واپڈا پھر کب لوٹائے گا جن میں جبن پاور ہاؤس مالاکنڈ خصوصی طور پر شامل ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین شکریہ۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جس وقت واپڈا کی تشکیل ہوئی تو تمام پاور ہاؤسز واپڈا کی تحویل میں چلے گئے اور ان کی ملکیت قرار دیے گئے اور ایک بڑا سسٹم جس میں نیشنل گرڈ بھی شامل ہے، واپڈا ہی اس سے جنریشن کرتا ہے یا پھر پرائیویٹ سیکٹر کرتا ہے۔ صوبوں کے اوپر بھی کوئی قید نہیں ہے۔ صوبے بھی اگر کوئی اپنا پاور پلانٹ لگانا چاہیں اور اگر وہاں جنریشن کرنا چاہیں تو ان پر بھی کسی قسم کا کوئی بار نہیں ہے، Constitution of Pakistan allow کرتا ہے۔ جہاں تک جبن کی بات ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جبن واپڈا کا پروجیکٹ ہے۔ واپڈا اس کو پبلک سیکٹر میں مکمل revamp کر رہی ہے جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ 2006 میں اس میں آگ لگی اور اس کی تمام مشینری جل کر ناکارہ ہو گئی۔ اب ایک نیا state of the art لگ رہا ہے اس کے اوپر۔ یہ ایک چھوٹا پراجیکٹ ہے، 18,19 میگاواٹ کا پراجیکٹ ہے۔ اس پر جلد کام شروع کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ واپڈا کا ہے۔ یہ واپڈا کا نہیں تھا، یہ صوبے کا تھا۔ جب one unit بنا تو یہ واپڈا نے لے لیا اور یہ واپڈا کے پاس آیا۔ یہ صوبے کا تھا اور آپ نے اس کو صوبے سے لیا ہے۔ یہ 2006-11-12 کو خراب ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: سوال کر لیجیے کہ آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ 2006-11-12 کو یہ جل چکا ہے۔ واپڈا کی اتنی بے حسی ہے کہ اب دوسرے ملکوں سے بجلی لانے کے لئے agreements کر رہے ہیں اور اپنا جو ایک پاور ہاؤس ہے وہ خراب پڑا ہوا ہے۔ تو اگر آپ نہیں کر سکتے ہیں تو کیا آپ کے پاس کوئی suggestions ہیں کہ آپ یہ صوبوں کو دے دیں۔ اگر آپ صوبوں کے حوالے کر دیں تو یہ جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔

دوسرا سوال میرا اس پر ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ تاجکستان یا ایران سے بجلی لے کر آ رہے ہیں۔ ایران سے تو چلو سمجھ آتی ہے کہ بلوچستان کے لئے آ جائے گی۔ تاجکستان سے لے کر آنی ہے۔ اب چار یا پانچ سال لگیں گے۔ چار مئی کا ایک پراجیکٹ ہے جس کا PC-1 بھی تیار ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال کر لیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ آپ صوبے کے حوالے کریں تاکہ صوبہ اس کو بنائے۔ وہ پراجیکٹ 150 میگا واٹ کا اسی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ صوبے کے پاس اختیار نہیں ہے۔ تو کیا آپ صوبے کے ساتھ بیٹھ کر جو پراجیکٹ ابھی ongoing ہے یا جن کے PC-1 نہیں ہیں ان کے PC-1 تیار کریں اور وہ آپ کو بجلی دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! جہاں تک جنریشن پلانٹ لگانے کا تعلق ہے تو میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی کہ کسی صوبے پر بھی قدغن نہیں ہے۔ ہم نے یہ allow کیا ہوا تھا کہ 50 میگاواٹ تک جو صوبہ جہاں بھی چاہے پلانٹ لگا لے ہم اس کو اپنے نیشنل گرڈ میں لے لیں گے لیکن اگر وہ اس سے بڑا پلانٹ لگانا چاہتے ہیں 1000 میگاواٹ کا لگانا چاہتے ہیں تو اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض

نہیں ہے لیکن اس میں ایک شرط یہ ہے کہ اگر کوئی صوبہ اپنی ٹرانسمیشن لائن بنانا چاہے اور اپنا ریٹ مقرر کرنا چاہے تو اس پر بھی کوئی بار نہیں ہے لیکن اگر وہ نیشنل گرڈ کو استعمال کریں گے اور NTDC کا سسٹم استعمال کریں گے تو then they have to go to NEPRA. تو NEPRA پھر tariff determine کرے گا۔ تو یہ ایک procedure ہے جس کو ہم نے clear کیا ہوا ہے۔ جب PPIB میں ہم فیصلہ کرتے ہیں کسی بھی پراجیکٹ کے بارے میں تو صوبہ وہاں پر represent ہوتا ہے اور پشتونخواہ صوبہ سرحد کے بھی وہاں پر representatives ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے اور ان کی input لینے کے بعد فیصلے کئے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! انہوں نے بتایا ہے کہ جبن پاور سٹیشن 12-11-2006 کو آگ کی وجہ سے خراب ہوا ہے۔ It is now under the process of rehabilitation. وزیر محترم یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ rehabilitation کب تک complete ہو گی اور یہ پاور سٹیشن کب چالو ہو گا؟

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! 2011 میں یہ مکمل ہو جائے گا اور اس کی جو full capacity تھی وہ حاصل ہونی شروع ہو جائے گی۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: یعنی 2006 میں خراب ہوا ہے اور 2011 میں یہ ٹھیک ہو گا۔ یہ 2010 میں complete نہیں ہو سکتا ہے۔ 2006 سے اب تک اس پر کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جبن پاور ہاؤس آگ لگنے کی وجہ سے خراب پڑا ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے simple سوال کرتا ہوں کہ آگ لگنے کی وجوہات کیا تھیں اور اب اس کی بحالی پر کتنا خرچ آجائے گا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کر چکا ہوں کہ اگلے سال یہ مکمل ہو جائے گا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! یہ سوال کے مطابق جواب نہیں دیتے ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ آگ لگنے کی وجوہات کیا تھیں اور اس کی بحالی پر کتنا خرچ آئے گا؟ وہ سنتے ہی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔ اگر آپ کے پاس جواب ہے تو بتا دیجیئے ورنہ پھر ان کو کہہ دیتے ہیں کہ fresh question کر لیں۔

راجہ پرویز اشرف: میرے خیال میں اس کے لیے fresh question کی ضرورت ہو گی۔

Mr. Chairman: O.K. Next question is 53, Col. Mashhadi.

53. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the total quantity of water escaped into the sea during the moon soon season in 2008 and 2009; and

(b) the steps taken by the Government to store that water?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The quantity escaped into the sea below Kotri Barrage during monsoon 2008−09 was 5.67 and 4.00 MAF respectively.

(b) Diamer Basha Dam is being developed and small and medium darns in provinces are being constructed to store that water.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Talha sahib.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ جو سوال کیا گیا تھا انہوں نے اس کا پورا جواب نہیں دیا۔ سوال کیا گیا تھا کہ 09-2008 کے season میں کل کتنا پانی سمندر میں گیا ہے؟ انہوں نے جواب میں صرف 2008 کی figure دی ہے۔ مجھے 2009 کی figure بتائیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔ جواب incomplete ہے کیونکہ 2009 کے بارے میں آپ نے جواب نہیں دیا۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! اگر آپ جواب دیکھیں تو اس میں ہے، "the quantity escaped into the sea below Kotri Barrage during monsoon 2008-09 was 5.67 and 4.00 MAF respectively." تو یہ دونوں کا جواب آگیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! یہ بہت اہم سوال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ 2008 یا 2009 کی بات نہیں ہے۔ ہر سال سارے مون سون کا بے شمار پانی سمندر میں گر کر ضائع ہو رہا ہے اور اسی کی وجہ سے یہ ملک آج بے شمار بحرانوں کا شکار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا کوئی ایسی صورت ہے کہ اس پانی کو store کیا جا سکے اور بوقت ضرورت کوٹری سے نیچے جتنا پانی روزانہ چاہیے جا سکے؟ اگر کوئی اور علاج نہیں تو اس کا جواب میری نظر میں کالاباغ ڈیم ہے اور اس پانی کو storage کرنے کے لیے کوئی اور طریقہ نہیں ہے تو کالاباغ ڈیم کو پاکستان کا مستقبل سمجھتے ہوئے اور پاکستان کی بقاء سمجھتے ہوئے اس پر کیوں غور نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ پاکستان کا اچھا مستقبل ہونا ضروری ہے۔ اس کو کیوں politicize کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جواب دیجیئے۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! I must appreciate کہ انہوں نے بڑا اچھا سوال کیا ہے اور اکثر یہ سارا phenomenon misunderstood ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ International Panel of Experts کی study کے مطابق downstream کوٹری سے کم از کم 3.6 million acre feet پانی گزرنا چاہیے، ecological and environmental reasons کی وجہ سے، اس چیز کو address کرنے کے لیے اور sea intrusion کو روکنے کے لیے اور پانچ سالوں میں اس کو 25 million acre feet جانا چاہیے لیکن جیسا کہ جناب چیئرمین! ہم خود جانتے ہیں کہ پانی کی کمی ہے، خشک سالی ہے اور downstream پانی جتنا جانا چاہیے اتنا نہیں جا رہا ہے اور یہاں میں یہ عرض کر دوں کہ اگر ہم نے اس پانی کو، جو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ flood season میں یا ویسے بھی زیادہ پانی آجاتا ہے، وہ ضائع ہو کر سمندر میں چلا جاتا ہے، ایک خاص quantity ہمیں چاہیے، mangroves کے لیے چاہیے، sea intrusion کو روکنے کے لیے چاہیے، environmental issues کے لیے چاہیے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ڈیم

بنے اور اسی لیے دیامر بھاشا ڈیم پر کام شروع ہوا ہے اور جب پانی کا وہ storage ہمارے پاس آجائے گا تو پھر وہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا کہ ہمیں جتنا پانی چھوڑنا ہوگا، downstream کوٹری ہم چھوڑ سکیں گے لیکن اس وقت صورتحال اس کے برعکس ہے۔ جہاں تک کالاباغ ڈیم کا تعلق ہے تو میں repeatedly عرض کرچکا ہوں کہ اگر اس نے بننا ہوتا تو وہ پچھلے 25 سالوں میں بن چکا ہوتا۔ اگر ہم نے صرف بحث ہی کرنی ہے اور صوبوں کے درمیان نفاق پیدا کرنا ہے تو ہم یہ کریں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک وفاق ہیں اور جب تین صوبائی اسمبلیاں اس کے خلاف ووٹ دیتی ہیں تو اس مسئلے کو اٹھانا کسی طور بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ اگر ہم پہلے دن یہ سوچ لیتے کہ یہ controversial ہوچکا ہے ہم کسی اور طرف اپنی سوچ کو لے جاتے تو شاید آج ہم کوئی ڈیم بنا بھی لیتے۔ آج بھی خدا کے لیے controversial چیزوں کو زیر بحث لانے کی بجائے ادھر جانا چاہیے جہاں پر ہم اتفاق رائے حاصل کر سکتے ہیں اور اس ملک کے لیے کوئی تعمیری کام ہوسکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Chattha sahib, that is not discussion, this is a Question Hour. Please I request you that. Thank you Chattha sahib. I am very thankful to you. Next question, Syed Tahir Hussain Mashhadi sahib.

54. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to import electricity in order to meet its shortage in the country, if so, the details thereof?

Raja Pervaiz Ashraf: There are three proposals under consideration for import of power from following two foreign countries.

(i) 1000 MW from Iran for the National grid the feasibility study is under process:

(ii) 1000 MW from Tajikistan− PC−I is under process.

(iii) 100 MW from Iran for Gwadar construction of transmission line and grid station is under execution.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Bugti sahib.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! میرا ضمنی سوال 1000 MW from Tajikistan کے بارے میں ہے کہ اس کا route کون سا ہوگا۔ اس بجلی کو کس route سے لایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔ آپ کی طرف بھی بہت توجہ ہے حافظ صاحب۔ ابھی آپ کو بھی وقت دیتے ہیں۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! یہ جو transmission line کی feasibility ہے اس پر کام ہو رہا ہے ۔ اس کے لیے جتنے بھی options ہیں، جیسے میں نے عرض کیا کہ ان کے consultants اور پاکستان کے NESPAK والے اس پر کام کر رہے ہیں۔ Feasibility کا کام جونہی ختم ہوگا ہمیں exact پتا ہوگا کہ کس کس علاقے میں اور کہاں کہاں سے لائیں گے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سو میگاواٹ کی feasibility گوادر کی طرف اور ہزار کی کوئٹہ کی طرف ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کردوں کہ یہ جو transmission line ہے بظاہر محسوس ہوتا ہے، کہ چھوٹا سا کام ہے تار کھینچ کر بجلی لے آنی ہے لیکن یہ ایک huge project ہے۔ اس پر کم از کم چار پانچ سال کا عرصے لگے گا۔

جناب چیئرمین: جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہم کوئی بات کرتے ہیں، کوئی سوال کرتے ہیں تو ہم آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے وزیر صاحب ہمارے سوال کے مطابق جواب نہیں دیتے۔ وہ اگر سوال کے مطابق جواب نہیں دیتے، دیکھیں میں بھی مطمئن نہیں ہوں، رضا بھی مطمئن نہیں ہے، وہ بھی مطمئن نہیں ہیں، سب مطمئن نہیں ہیں۔ آپ کو

اس کے بارے میں نوٹس لینا چاہیے۔ نمبر ۲ ابھی تاجکستان کی بات کہی گئی ہے کہ ایک ہزار میگاواٹ درآمد کی بات ہے۔ ہر ایک ملک سے علیحدہ علیحدہ خرچہ کتنا آجاتا ہے۔ سادہ سا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں وزیر صاحب جیسا سوال ہے اس کے مطابق جواب دیجیئے۔

راجہ پرویز اشرف: جناب والا! معزز ممبر صاحب نے کہا ہے کہ میں ''جواب'' کے مطابق ''سوال'' نہیں دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یہ تھوڑا سا miss کر گئے اسی طرح شاید میں بھی کر جاتا ہوں لیکن میری گزارش ہے کہ میں پھر بھی ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ فی یونٹ بجلی کا کتنا خرچہ آئے گا۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب ذرا clear کر دیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں یہ کہتا ہوں کہ یہ study ہے اور PC-1 تیار ہے۔ اس ایک ہزار میگاواٹ پر جو ایران سے درآمد کی جائے گی اس پر کتنا خرچہ آجائے گا۔

راجہ پرویز اشرف: جناب والا! اس transmission پر جتنا خرچہ آئے گا اس کے لیے fresh question دے دیں تاکہ میں ان کو exact جواب دے دوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ اگلا سوال طلحہ محمود صاحب۔

119. *Senator Muhammad Talha Mahmood: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the number of villages electrified in the country during the last two years with province-wise break up; and

(b) the number of villages in the country proposed to be electrified during 2009-10 with province-wise break up?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) Province wise villages electrified during last 02-years are as under:—

Year	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	Total
2007-08	6634	1412	1670	1008	10724
2008-09	5440	1873	2596	1918	11827

(b) Province wise villages electrified during financial year 2009–10 so far are as under:—

Year	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	Total
2009-10	5233	2000	3042	1500	11775

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب والا! اس کا جو part–(b) ہے۔ سب سے پہلے مجھے clear کر دیں کہ انہوں نے جو figure دی ہے۔ میں نے پوچھا تھا 2009–10 کے دوران صوبہ وار کتنے دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اتنے دیہاتوں کو فراہم کر دی گئی ہے۔ ابھی تو سات مہینے ہوئے ہیں مجھے یہ بتائیں گے کہ کون سی figures ہیں تاکہ میں question کرنے کی پوزیشن میں آؤں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

راجہ پرویز اشرف: پہلی بات یہ ہے کہ معزز ممبر نے یہ پوچھا تھا کہ the number of villages electrified in the country during the last two years انہوں نے یہ پوچھا کہ دو سالوں کے دوران کتنے دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ ہم نے اس کا break down دیا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں part–(b) کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: Part (b) کی بات کر رہے ہیں۔

راجہ پرویز اشرف: یہ part(b) میں جو proposed ہیں ہم نے آپ کو دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: طلحہ صاحب نے question دیا تھا to be electrified آپ نے بتا دیا electrified یہ ذرا clear کیجیئے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جی ہاں۔

راجہ پرویز اشرف: I am sorry ہم اس کو revise کر کے بتا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: I think اس کا answer صحیح نہیں آیا۔ اس کا دوبارہ سوال آجائے۔ اس پر fresh question کر لیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: مجھے صرف ابھی یہ بتا دیں کہ سات مہینوں میں انہوں نے کتنے دیہاتوں کو بجلی سپلائی کر دی ہے اور کتنے دیہاتوں کو اگلے پانچ مہینوں میں سپلائی کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ بھی fresh question بنے گا کیونکہ I do not think ان کے پاس جواب ہوگا۔ آپ ایک fresh question کر لیجیئے گا۔ جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! جب fresh question آئے تو میرا بھی وزیر موصوف سے یہ question ہے کہ بلوچستان میں 1500, 1918, 1008 دیہات کی اگر ساتھ تفصیل بھی لگی ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ جو figures لگے ہوئے ہیں میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتی، یہ صحیح نہیں ہیں۔ ان دیہات کی تفصیل بھی fresh question میں ہمیں دی جائے۔ یہ تفصیل صحیح نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب کی نیّت پر شک نہیں کرتی، مگر جو انہوں نے figures دیئے ہیں وہ وہی بتائے جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: غلطی ہو گئی۔

سینیٹر کلثوم پروین: جی یہ غلطی ہے۔

جناب چیئرمین: جی اس کو next question میں کر لیں گے۔ جی رشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ واپڈا کے سروے کے مطابق اس وقت ملک کے اندر جو خطہ اور جو دیہات بجلی سے محروم ہیں اس کا زیادہ تر تعلق فاٹا سے ہے۔ وزیر صاحب نے دوسال کی جو تفصیل بتائی ہے اس میں فاٹا کا ذکر نہیں ہے حالانکہ فاٹا اس وقت آفت زدہ علاقہ بھی ہے اور بجلی سے محروم ہے۔ خود میرے علاقے میں بجلی نہیں ہے لہذا وزیر صاحب سے فاٹا کے حوالے سے سوال ہے کہ فاٹا کے حوالے سے آپ کا کوئی پروگرام ہے۔ اس لیے کہ دوسال میں آپ کی تفصیل کے مطابق فاٹا کو بجلی نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: جی فاٹا کے سلسلے میں سوال ہے۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! فاٹا کو بجلی سپلائی ہو رہی ہے۔ اگر ان کا سوال ہے کہ فاٹا کے بارے میں بتایا جائے، یہ توصوبہ وار تھا۔ یقیناً ہم فاٹا کے بارے میں بھی بتا دیں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔ ہارون صاحب آپ کا بھی سوال ہے۔

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! میرے خیال میں یہ جو fresh question کی بات ہوئی ہے اس میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے غلطی سے number of villages electrified لکھ دیا ہے۔ Actually proposed ہے کیونکہ as a whole numbers دیئے ہوئے ہیں جو proposed نہیں ہوتے۔ میرا سوال ان سے یہ ہے کہ ان دونوں سالوں میں بلکہ تیسرے سال میں بھی پنجاب کے ساتھ زیادتی کیوں ہو رہی ہے۔ باقی سب صوبوں میں number of electrified villages کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور substantially پنجاب کی گرتی کیوں جا رہی ہے۔ پنجاب کے ساتھ زیادتی کیوں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! ہم جو village electrification کرتے ہیں۔ ایک تو یہ پارلیمنٹرین کے فنڈز سے کرتے ہیں خواہ وہ صوبے کے ہوں، سینیٹ کے ہوں یا قومی اسمبلی کے ممبران ہوں ان کے فنڈز electrification کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ دوسرا PEPCO کے اپنے پراجیکٹس ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی proposals ہمارے پاس آتی ہیں ان کو process کر کے electrification کرتے ہیں۔ اس وقت پورے ملک میں population 65% کے پاس بجلی ہے۔ 35% کے پاس بجلی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں as compared to other areas electrification زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی اگلا سوال، اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

120. *Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to refer to the Senate starred question No.82 replied on 30th April, 2009 at state:

(a) whether it is a fact that natural gas connections have not yet been provided to the residents of village

Sadwal Tehsil and District Chakwal, if so, the reasons threof, and

(b) the time by which gas will be supllied to the applicants?

Syed Naveed Qamar: (a) No, in fact, 40 domestic gas connections have been provided to the residents of village Sadwal, Tehsil and District Chakwal.

(b) Gas connections will be provided to the remaining applicants on turn/merit basis.

جناب چیئرمین: جی سپلیمنٹری۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میرا کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے کیونکہ نوید قمر صاحب محکمے کو صحیح چلا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے جو statement دے دی ہے کہ ملک میں 65% علاقوں میں بجلی ہے۔ بلوچستان میں not more than 40% villages electrified ہیں۔ میں اس سے disagree کرتا ہوں۔ میں وزیر صاحب کی attention چاہتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس وقت ملک میں 65% villages electrified ہیں۔ میں کہتا ہوں بلوچستان میں not more than 35% to 40% میں آپ کی statement سے disagree کرتا ہوں۔

راجہ پرویز اشرف: Let me clarify میں نے کہا ہے کہ 65% of the population اور یہ ریکارڈ ہمارا بھی ہے اور انٹرنیشنل ایجنسیوں کا بھی ہے کہ ساؤتھ ایشیاء میں سب سے زیادہ electrified ratio ہمارا ہے۔ کیونکہ ہم عام شہری کے پاس بجلی لے کر جا رہے ہیں، اس میں آپ کے شہر بھی شامل ہیں۔

جناب چیئرمین: سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: ڈاکٹر عبدالمالک صاحب 119 پر چلے گئے تھے۔

جناب چیئرمین: چلیں کوئی بات نہیں۔ جی اگلا سوال بیگم نجمہ حمید صاحبہ 121 کا تو جواب نہیں آیا۔ اگلا پوچھ لیجیئے۔

سینیٹر نجمہ حمید: جناب والا! اتنا عرصہ گزر گیا ہے، اتنی دیر سے سوال بھیجا ہوا ہے ابھی تک یہ جواب کیوں نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: اس کو next rota day پر رکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر نجمہ حمید: جی next پر آتے آتے کافی دیر ہو گئی ہے۔ جواب پتا نہیں آگے بھی آئے یا نہ آئے۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ جواب آنا چاہیے تھا۔ وزیر صاحب موجود ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bukhari: Regarding what, Sir.

جناب چیئرمین: یہ Youth Affairs کے جو سوال ہیں۔ جواب نہیں آیا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میرے خیال میں وہ سینیٹ سیکرٹریٹ میں submit نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین: انہیں خود تو سینیٹ میں موجود ہونا چاہیے۔

Senator Syed Hayyer Hussain Bukhari: He had conveyed me. I have got a reply because it is not on the order of the day.

جناب چیئرمین: اس کو Friday کی لسٹ کر دیتے ہیں۔ بیگم صاحبہ جواب آگیا ہے، جمعے کو ہم رکھ لیتے ہیں۔ Question No. 121 to be listed on Friday. جی بیگم صاحبہ آپ کا سوال ہے۔

122. ***Senator Begum Najma Hameed**: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the steps taken by the

Government to seek help / assistance of the foreign countries to meet shortfall of electricity in the country?

Raja Pervaiz Ashraf: Import from Iran (39 MW).— (1) Currently Pakistan is importing 39 MW from Iran through an agreement signed in 2002 with TAVANIR to feed Taftan, Mashkail, Mand, Turbat, Pasm and Gawader.

(2) Import of 100 MW Power from Iran.—for Gawadar. It includes construction of a 220 KV Grid Station in Gawadar and 78 KM associated 220 KV double circuit Transmission Line from Pak-Iran Boarder to Gawadar. The Project is intended to be financed by Export Development Bank of Iran (EDBI), for which negotiation with the Bank are in progress. The project is expected to be completed by June, 2012.

(3) Import of 1000 MW Power from Iran.—for the National Grid. The Feasibility Study for the project involving construction of about 700 KM High Voltage DC/High Voltage AC interconnection has already been assigned to a Joint Venture of NESPAK MOSHANIR of Iran with NESPAK as Load consultant. The final report along with the detailed financial analysis based on techno-economic studies

and the implementation plan for the project will be submitted by the Consiiltants by end February, 2010. Further action could be taken depending upon the outcome of the Feasibility Study and arrangement for the financing of project. The project may take 4-5 years from commencement of the project implementation activities. This ins envisaged to take care of a substantial level of demand of Balochistan and the South – East of Pakistan.

(4) Import of power from Tajikistan & Krygyzstan (casa-1000).—Under the CASA-1000 project, 1000 MW surplus hydel

power available will Kyrgyz Republic and Tajikistan will be exported to Pakistan via Afghanistan. Feasibility study has been carried out by international consultants. NTDC has prepared PC-I which is being submitted to GoP for approval. An Inter-Governmental Agreement (IGA) was signed in August, 2008 to govern and resolve issues critical to the implementation of the project.

(5) Rehabilitation of GENCOs etc. with Assistance from USA. Recently USA has promised a grant Assistance of US$ 125 Million for Rehabilitation of Tarbela, Jamshoro, Muzaffargarh and Guddu Thermal Power houses. This will bring additional about 400 MW power to the system.

جناب چیئرمین: آپ کا سپلیمنٹری ہے۔

سینیٹر نجمہ حمید: میرا کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔ انہوں نے جواب ہی بڑا گول مول سا دیا ہے تو کیا سپلیمنٹری کروں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک اور question لے لیں۔ چلیں consensus of the House ہے ایک اور لے لیتے ہیں۔ سردار صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ American high level کا ایک وفد آیا تھا۔ انہوں نے ہمارے energy crises کی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے باقاعدہ statement on record دی تھی کہ they are going to help Pakistan in our energy crises تو اس حوالے سے میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کتنی Financial support dollars میں، rental power projects تو انتہائی controversial ہیں۔ اس میں انہوں نے کتنی سپورٹ حکومت پاکستان کے ساتھ pledge کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: شکریہ جناب چیئرمین! معزز ممبر ٹھیک فرما رہے ہیں کہ امریکی حکومت کے ساتھ energy dialogue ہوا تھا۔ اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ، جتنا بھی ہمارا energy sector ہے، اس میں جو مسائل ہیں وہ ساری discuss ہوئیں۔ اس پر دو دن بحث کے بعد کچھ فیصلے لیے گئے۔ اس میں امریکہ کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی کہ out of date thermal units جیسے کہ گدو ہے، جام شورو ہے، مظفر گڑھ میں ہے، جو 1959 کے ماڈلز ہیں، 1960 کے ماڈلز ہیں، 1970 کے ماڈلز ہیں اور اب inefficient ہوگئے ہیں جو گیس زیادہ استعمال کر رہے ہیں، بجلی کم دے رہے ہیں۔ ہمارا ان سے مطالبہ یہ تھا کہ ہمارا جو existing system ہے اس کو upgrade کیا جائے۔ اس کے لیے طے ہوا تھا اور ہم نے ان کو ایک پلان 120 million dollars کا دیا تھا کہ اس قدر خرچ سے اگر ہمیں نئی turbines مل جائیں تو ہم ایک ہزار میگاواٹ بجلی اپنے سسٹم میں لا سکتے ہیں۔ یہ ایک shortest طریقہ تھا جو دو سال میں یہ turbines change ہو سکتی تھیں۔ اس پر انہوں نے اتفاق کیا تو میں معزز ممبر سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ کل ہی GE جو General Electric Company ہے جو پوری دنیا میں renowned ہے وہ 160 ملکوں میں کام کرتی ہے ان کے صدر آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک MOU sign ہوا ہے۔ اس میں energy بھی تھی، transportation بھی تھی، ریلوے بھی تھی لیکن خاص طور پر power sector کے لیے ہم نے قدم کافی آگے بڑھائے ہیں۔ اس وقت تک US کی طرف سے ہمارے تربیلا ڈیم کے لیے انہوں نے assistance دی ہے۔ اس کے علاوہ ٹرانسمیشن لائن کو up grade کرنے کے لیے بھی ان سے بات کی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے اس کے لیے they have agreed on this کہ ہمارا جو existing system ہے ہم سب سے پہلے اس کو up grade کریں گے اور اس سے ہمارا fuel efficiently use ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین: جی لغاری صاحب۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Is it an assistance or loan?

Mr. Chairman: Is it an assistance or loan? That is the question.

Raja Pervaiz Ashraf: This is assistance.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جناب بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا میں نے ایک سوال 54 کے حوالے سے پوچھا تھا۔ اس میں معزز وزیر صاحب نے یہ کہا تھا کہ وہ route ابھی تک طے نہیں ہوا ہے اور مختلف options پر غور کیا جا رہا ہے۔ جناب! اب اگر ہم Question No. 122 پر جاتے ہیں تو اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ تاجکستان سے جو 1000 mega watt import ہونا ہے that would be exported to Pakistan via Afghanistan میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ وہاں پر جواب نہیں دے سکے اور اس کا جواب یہاں پر موجود ہے تو kindly اپنے سٹاف کو کہیں کہ صحیح طریقے سے جواب دیا کریں۔

راجہ پرویز اشرف: جناب چیئرمین! I would like to request the honourable member کہ اس کو دوبارہ پڑھیں۔ یہ جس کو refer کر رہے ہیں وہ تاجکستان کی بات کر رہے ہیں اور وہ CASA کی کر رہے ہیں that is Central Asia and South Asia وہ علیحدہ ایک ہزار میگاواٹ کا پراجیکٹ ہے جو ہم Central Asia سے بجلی لے کر آنا چاہتے ہیں۔ وہ Electricity, via Afghanistan آئے گی۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! وہ دونوں میں تاجکستان کا ذکر ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپس میں دیکھ لیجئے گا۔ ٹھیک ہے۔ وزیر صاحب اس کو دیکھ لیجئے۔ The question hour is over. سیمیں صاحبہ آپ کا سوال ہے ؟

سینیٹر سیمیں صدیقی: میرا question ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں اب time ختم ہو گیا ہے۔

[1]Thank you. The question hour is over. The remaining questions and printed replies placed on the table of the House shall be taken as read. Let us read the leave applications.

---

[1] *[The Questions hour is over. The remaining questions and their replies are placed on the table of the House and be taken as read.]*

123. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state whether it is a fact that Pakistan Atomic Energy Commission has launched drip irrigation projects in various areas in the country, if so, names, date of completion and cost of each project?

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Pakistan Atomic Energy Commission (PAEC) has not launched / executed any country-wide project on drip irrigation system.

2. PAEC, Nuclear Institute for Agriculture and Biology (NIAB), Faisalabad has conducted a modest R & D activity on drip irrigation system at its experimental farm. This was a small research-cum-demonstration site for evaluation of drip and other improved irrigation practices in comparison to flood irrigation method commonly practiced by farmers.

124. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Tourism be pleased to state:

(a) the number of Tourist Guides presently working under the administrative control of the Ministry of Tourism; and

(b) the details of transport facilities available in the country for tourists?

Mr. Atta-ur-Rehman: (a) There are twenty-nine (29) Tourist Guides presently working under the administrative control of the Ministry of Tourism.

(b) Different types of transport is available on rent for tourists in the country. Transport is available in Public Sector. Federal and Provincial Tourism Organizations, Private Tour

Operators, Rent−a−Car companies and Transporters. Pakistan Tourism Development Corporation (PTDC), under Ministry of Tourism operates and provides following transport for Pakistani and Foreign Tourists:—

(1) Rawalpindi−Naran Tourist Coach Service (Seasonal)

(2) Summer and Winter package Tours throughout the country (including transport facility for tourists).

(3) Pak – China Bus Service plying between Sost (Pakistani border post) and Taxkurgan (Chinese border posts).

(4) Lahore−Delhi Bus Service, Lahore−Amritsar Bus Service and Nankana Sahib−Amritsar Bus Service between Pakistan and India.

(5) A fleet of 12 different types of vehicles is available with PTDC for tourists on rental basis.

125. *Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to Senate starred question No. 23 replied on 22nd April, 2009, and state the present status of availability of funds for provision of electricity from Iran to 31 border villages of Districts Panjgor and Kaich in Balochistan?

Raja Pervaiz Ashraf: An Agreement was signed between Pakistan and Iran for import of power from Iran for the electrification of 31 villages situated at Pak−Iran border in District Panjgor & Kaich. An amount of Rs. 130.942 Million is required for the completion of the project.

In this regard, the matter was taken up for allocation of funds either from PWP−II or PSDP funds 2009−10. Allocation of funds for the completion of work is still awaited and being perused

126. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the names of companies / countries from which the rental power plants are proposed to be obtained;

(b) the proposed rent / price of the said plants; and

(c) the estimated per unit cost of electricity to be produced through those plants and the rate at which it will be supplied to consumers?

Raja Pervaiz Ashraf: (a)

S#.	Name of Company / Project RPPs are proposed to be obtained.	Countries from which	Rent of the RPP in US$ (Lumpsum) /kwh NEPRA approved	Estimated per UnitExchange Cost -Rate	Reference price RFO (Rs. per M.Ton)/Gas (Rs. Per MMBTU)	Ref: Fuel
Eight (8) RPPs at Advanced Stage of Implementation:						
1.	110 MW PPR Guddu	USA	72,482,544	6.2662 (Gas)	83.00	336.41
2.	51 MW Walters Naudero-1	USA	91,657,282	7.1818 (Gas)	83.00	321.75
3.	200 MW Young Satiana	China	111,153,888	11.922 (RFO)	62.00	26.000*
4.	62 MW Gulf Eminabad	China	85,000,000 (RFO)	14.2233	62.00	28.350
5.	150 MW Techno Summundri	China	135,000,000	11.2387 (RFO)	80.00	26,000
6.	150 MW Techno Sahuwal	China (GAS)	165,000,000	13.3007 (RFO) 8.1845	80.00	26,000 331
7.	201.3 MW Reshma Raiwind	China	394,778,489	11.8741 (RFO)	79.90	20,393
8.	231.8 MW Karkey Korangi	Turkey	564,640,044	16.2122 (RFO)	62.00	26,000
	(b) Six RPPs signed and under review;					
1	150 MW Techno Samm: Ext:	China	135,000,000	10.6427 (RFO)	83.00	26,000
2	65 MW Sialkot Eminabad	China	112,000,000	11.3521 (RFO)	79.90	20,393

S#.	Name of Company / Project RPPs are proposed to be obtained.	Countries from which	Rent of the RPP in US$ (Lumpsum) /kwh NEPRA approved	Estimated per Unit Cost -	Reference Exchange Rate M.Ton)/Gas (Rs. Per MMBTU)	Ref: Fuel price RFO (Rs. per
3	192 MW RPP Multan	USA	208,357,000	14.309 (RFO)	62.00	26.000*
4	155.55 MW Ruba Raiwind	China	305,669,283	11.9606 (RFO)	79.90	20,393
5	70 MW Kamoki	China	143,904,062	12.0082 (RFO)	79.90	20.393
6	205 MW Walters Jamshoro	USA	325.892,805	16.93 (RFO)	62.00	26,000

(c) As regard the rate at which electricity will be supplied to the consumers is concerned it will be supplied through different DISCOs at the relevant Tariff approved by NEPRA.

127. *Senator Hafiz Rashid Ahmad: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the names of officers of PSO sent abroad on official tours during the last three years; indicating also the purpose of visits and amount incurred in each case?

Syed Naveed Qamar: The names of officers of PSO sent abroad on official tours during the last three years along−with purpose of their visits and amount incurred in each case is at Annexure−I.

Annexure-I

Name	Country	Dates	Purpose of visit	Amount
Kalim A. Saddiqui	Dubai, U.A.E.	Feb-07	Meeting between BPME and PSO	40,000
Zahid ul Hassan	Paris,France	Mar-07	Commercial and Technical Agreement between PSO and Air Total	100,000
Mishal Abdul Latif	Paris,France	Mar-07	Commercial and Technical Agreement between PSO and Air Total	100,000
Ather Ali	Dubai, U.A.E.	Feb-07	National Oil Companies Insurance & Risk Management Seminar	60,000
Beenish Hassan	Dubai, U.A.E.	Feb-07	National Oil Companies Insurance & Risk Management Seminar	60,000
Jalees Ahmed Siddiqi	Singapore	Feb-07	KASB Merrill Lynch 2nd Asian Emerging Markets Investor Forum	200,000
Mishal	Dubai, U.A.E.	Feb-07	National Oil Companies Insurance & Risk Management Seminar	60,000

Yacoob Suttar	Singapore	Feb-07	KASB Merrill Lynch 2nd Asian Emerging Markets Investor Forum	209,107
Altaf Hussain Soomro	Kuala Lumpur, Malaysia	Mar-07	Conference on HSE Risk Management in Oil & Gas	360,000
Babar Hamid Chaudhary	Dubai, U.A.E.	Mar-07	8th Annual Gulf Regional Conference	60,000
Syed Wajid Ali	Dubai, U.A.E.	Apr-07	National Fire Fighting Company	25,000
Abdullah Mahmood	Dubai, U.A.E.	Apr-07	National Fire Fighting Company	25,000
Zahid ul Hassan	Dubai, U.A.E.	Sep-07	Meeting with Supreme Fuel Management	50,000
Rifat Ali Khan	Dubai, U.A.E.	Sep-07	Meeting with Supreme Fuel Management	50,000
Jawad Ahmad	Malaysia	Oct-07	Training by ISACA in collaboration with SAP Malaysia	70,000
M. Asif Khan	Malaysia	Oct-07	Training by ISACA in collaboration with SAP Malaysia	70,000
Jalees Ahmed Siddiqi	London.UK	Nov-07	KASB Merrill Lynch 2nd Asian Emerging Markets Investor Forum	267,851
Yacoob Suttar	London.UK	Nov-07	KASB Merrill Lynch 2nd Asian Emerging Markets Investor Forum	260,000
Mishal	Malaysia	Nov-07	Enterprise Risk Management Training Program	95,000
Muhammad Faisal	Malaysia	Nov-07	Enterprise Risk Management Training Program	95,000
Muhammad Kashif Siddiqui	Thailand	Nov-07	ANGVA Conference & Exhibition 2007	75,000
Naimatullah Behan	Thailand	Nov-07	ANGVA Conference & Exhibition 2007	75,000
Shahzad Manzoor	Qatar	Nov-07	3rd Annual HSE Forum on Oil & Gas	60,000
Aziz Hemani	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Second Annual National Oil Companies (NOC) Conference 2008-Marsh	80,000
Beenish Hassan	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Second Annual National Oil Companies (NOC) Conference 2008-Marsh	80,000
Mishal	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Second Annual National Oil Companies (NOC) Conference 2008-Marsh	80,000
Zeeshan Hyder	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Second Annual National Oil Companies (NOC) Conference 2008-Marsh	80,000
Fahim Hashmi	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Afton Chemical Middle East-Seminar	50,000
Saleem Akhtar	Dubai, U.A.E.	Feb-08	Afton Chemical Middle East-Seminar	50,000
Babar Hamid Chaudhary	Dubai, U.A.E.	Mar-08	Middle East Purchasing Fraud Forum	206,000
Yacoob Suttar	Dubai, U.A.E.	Mar-08	J P Morgan's Pakistan Corporate Access Forum 2008	50,000
Zahid ul Hassan	Bahrain	Mar-08	DESC Tender Negotiation	70,000
Rifat Ali Khan	Bahrain	Mar-08	DESC Tender Negotiation	70,000
Naveed Anjum Zaidi	Florida,USA	Mar-08	Meeting for Emerging Global Jatropha Industry	250,000
Naveed Anjum Zaidi	Florida,USA	Mar-08	Meeting for Emerging Global Jatropha Industry	250,000
ariq Hassan Rizvi	Kuwait	Mar-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	[illegible]
ziz Hemani	Kuwait	Mar-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	[illegible]
[illegible]	Kuwait	Mar-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	70,000
sad Raza Faiz	Kuwait	Mar-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	70,000
uhammad Adnan Mustaq	France	Jun-08	Attend Training	215,000
lehtab Alam	France	Jun-08	Attend Training	215,000
luhammad Rafi	France	Jun-08	Attend Training	215,000
li Ashraf	Dubai, U.A.E.	Oct-08	Middle East Debit Management & Credit Recovery	280,000
lassan Ali Hamdani	Dubai, U.A.E.	Nov-08	Bulk Liquid Storage Congress	200,000
hahnawaz Magsi	Dubai, U.A.E.	Nov-08	Bulk Liquid Storage Congress	200,000
yed Inam	Dubai, U.A.E.	Nov-08	Bulk Liquid Storage Congress	200,000

thar Ali	Singapore	Nov-08	Asia Fraud Conference	285,000
Iuhammad Asif Khan	Singapore	Nov-08	Asia Fraud Conference	285,000
ariq Hassan Rizvi	Malaysia	Nov-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	140,000
ziz Hemani	Malaysia	Nov-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	140,000
alat Jabeen	Malaysia	Nov-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	140,000
sad Raza Faiz	Malaysia	Nov-08	Kuwait Petroleum Corporation for supply of High Speed Deisel	140,000
Rustom H Mavalvala	Dubai, U.A.E.	Mar-09	Conference on C-Store Connections	21,000
Zafar Shakir	Dubai, U.A.E.	Mar-09	Conference on C-Store Connections	21,000
Zafar Ali Khan	Singapore	May-09	Price Review meeting at KPC	210000
Aziz Hemani	Singapore	May-09	Price Review meeting at KPC	210000
Zia Mohiuddin	Singapore	May-09	Price Review meeting at KPC	210000
Irfan K Qureshi	Kuwait	May-09	Visit to Kuwait Petroleum	75,000
Aziz Hemani	Kuwait	May-09	Visit to Kuwait Petroleum	75,000
Muhammad Rauf	France	Jun-09	Air Total Training	340,000
Tajammul Hussain	France	Jun-09	Air Total Training	340,000
Rabia Jamal	France	Jun-09	Air Total Training	340,000
Yacoob Suttar	New York and Boston	Oct-09	To attend "Pakistan Capital Market Days"	325,000
Irfan K Qureshi	Singapore	Nov-09	Platts Top 250 Global Energy Companies Award	214,000
Nazir Abbas Zaidi	Singapore	Nov-09	Platts Top 250 Global Energy Companies Award	160,000

128. *Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the estimated cost of Gomal Zam dam; and

(b) the amount allocated by the Government for the said project in the PSDP 2009-2010 indicating also the amount released and spent so far?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The Revised PC-I Cost is Rs.21770 million.

(b) An amount of Rs.2000 million has been allocated in the PSDP 2009-2010. An amount of Rs.2329 million has been released by WAPDA in the current financial year and an amount of

Rs.2329 million has been spent up to 31-1-2010.

129. *Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the cost estimates of lining of irrigation channels in NWFP; and

(b) the amount allocated by the Government for the said purpose in the PSDP 2009-10 indicating also the amount released and spent so far?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The project was approved by ECNECon 7-12-2004 at a total cost of Rs.2535.00 million without any FEC.

(b) An amount of Rs.200 million has been allocated in PSDP 2009-10. The cash/work plans for this project were submitted by Government of NWFP on 26-11-2009 and were finally approved on 8-2-2010. The case for release of funds amounting to Rs.140 million for first three quarters of CFY 2009-10 is now under process by Finance Division.

130. *Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the estimated cost of rehabilitation of irrigation infrastructure in NWFP; and

(b) the amount allocated by the Government for the said purpose in the PSDP 2009-2010 indicating also the amount released and spent so far?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The project was approved by ECNEC on 23-8-2006 at a total cost of Rs.8484.31 million without any FEC.

(b) An amount of Rs.200 million has been allocated in PSDP 2009-10. Funds amounting to Rs.50 million were released by Finance Division for the 1st and 2nd quarter of CFY on 7-11-2009. However AGPR has now changed the procedure for release of funds to the provinces. In the revised procedure, the funds are to be directly released to Sub-Offices of AGPR in the provinces. Actions on revised procedures are being taken and the funds will be released after fulfillment of all formalities specified by Finance Division.

131. *Senator Muhammad Talha Mahmood: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the production and demand of electricity in the country as on 30th June, 1995, 30th June, 2000, 30th June, 2005 and 31st December, 2009; and

(b) the expected time by which load shedding of electricity will be done away with?

Raja Pervaiz Ashraf: (a) The information regarding production and demand of electricity in the country for the requisite periods is given as under:

Date	Production (MW)	Demand (MW)
30th June 1995	8344	8444
30th June 2000	10461	10670
30th June 2005	14194	14246
31st Dec. 2009	9920	12915

(b) No specific time can be given. However, Govts. is making allout efforts to bridge the gap between supply and demand.

133. *Senator Dr. Khalid Mehmood Soomro: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of sanctioned posts in SNGPL and SSGPL with province-wise break up; and

(b) the number of persons working in the said companies with province-wise break up?

Syed Naveed Qamar: (a) (i) a. The number of posts of Executives in SNGPL sanctioned by the Board of Directors is 1001.

b. The number of sanctioned posts of subordinate staff in SNGPL is 6773.

c. There is no province-wise break up of sanctioned posts in SNGPL as the posts are sanctioned by the Board of Directors for the specific assignments in Head Office and regional offices of the company located in various areas of Punjab, NWFP, FATA and AJK.

(ii) a. The number of posts of executives in SSGCL sanctioned by the Board of Directors is 2326.

b. The number of sanctioned posts of subordinate staff in SSGCL is 4154.

c. There is no province-wise break up of sanctioned posts in SSGCL as the posts are sanctioned by the Board of Directors for the specific assignments in Head Office and regional offices of the company located iri various areas of Sindh and Balochistan.

(b) (i) The number of persons with province wise break up working in SNGPL is at Annexure-I.

ANNEXURE-I

SUI NORTHERN GAS PIPELINES LIMITED (SNGPL)

Province wise break up of employees presently/working in SNGPL is as follow:-

S.No.	Province	EXECUTIVE									Total
		IX	VIII	VII	VI	V	IV	III	II	I	
1	AJK	-	-	-	3	-	1	-	1	-	5
2	Balochistan	-	1	-	3	-	-	2	-	1	7
3	FATA	-	-	-	1	1	-	1	4	-	7
4	NWFP	3	-	2	9	8	24	28	39	9	122
5	Punjab	7	16	37	64	45	129	136	152	60	646
6	Sindh (R)	-	-	-	3	-	1	1	-	1	6
7	Sindh (U)	-	-	1	2	1	2	-	2	2	10
	TOTAL										803

SUBORDINATE											
S.No.	Province	IX	VIII	VII	VI	V	IV	III	II	I	Total
		4	7	16	10	14	3	-	-	2	56
2	Balochistan	1	-	7	15	25	5	-	3	-	56
3	FANA	-	-	1	-	2	-	-	-	-	3
4	FATA	3	-	48	19	17	12	2	-	-	101
5	NWFP	33	47	554	205	288	73	1	-	3	1204
6	Punjab	406	391	1485	889	1139	300	18	11	26	4665
7	Sindh (R)	1	-	3	2	2	-	-	-	-	8
8	Sindh (U)	5	2	18	2	6	-	-	-	-	33
	TOTAL										6126

(ii) The number of officers with province wise break up working in SSGCL is at Annexure-II.

Annexure-II

THE NUMBER OF SANCTIONED POSTS /PERSONS WORKING IN SUI SOUTHERN GAS COMPANY LIMITED WITH PROVINCE-WISE BREAK-UP.

Current Strength as on 15-02-2010	Islamabad		Punjab		Sindh (U)		Sindh (R)		NWFP		Balochistan		AJ&K		NA		Northern Area		FATA		Total	
	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F
Executives																						
MD					1																1	0
G-X			1		1																2	0
G-IX			2		4																6	0
G-VIII			2		13	1	5		1		2										23	1
G-VII			3		28	2	12		4		1										48	2
G-VI			15		66	2	38		4		12										135	2
G-V			21		86	17	106		10		27										250	17
G-IV			30	1	170	16	184	2	11		34								1		430	19
G-III			10	1	108	35	294	3	8		19										439	39
G-II			13		84	18	457	11	3	12	48	1									605	42
G-I			6		43	8	233		4	2	32										318	10
Executives Sub-Total			103	2	604	99	1329	16	45	14	175	1	0						1		2257	132
Subordinates																						
G-V			140	2	586	20	486	2	99	1	126		21				2		2		1462	25
G-IV			121	1	410	16	374	2	79		101		13				2				1100	19
G-III			30		90	4	128	1	7		18		8						2		283	5
G-II			4		36	3	178		6		27										251	3
G-I			3		13		59				18										93	0
Subordinates Sub-Total			298	3	1135	43	1225	5	191	1	290	0	42	0			4	0	4		3189	52
Grand Total			401	5	1739	142	2554	21	236	15	465	1	42	0			4	0	5		5446	184

RE-INSTATED SACKED EMPLOYEES AS PER PRESIDENTIAL ORDINANCE 2009

Strength	Islamabad	Punjab	Sindh (U)	Sindh (R)	NWFP	Balochistan	AJ&K	NA	Northern Area	FATA	Total
Executive Staff		15	47	721	12	32				6	833
Subordinate Staff	2	36	332	1684	48	53				6	2161

134. *Senator Hafiz Rashid Ahmad: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state:

(a) the details of foreign investments made in the country during the last five years; and

(b) the details of the projects in which the said investment was made?

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: • Board of Investment (BOI) deals with Foreign Direct Investment (FDI).

(a) According to the data supplied by the State Bank of Pakistan to BOI. FDI received in the country over the last five years is US$ 19.31 billion. Year-wise details are as below:—

Years	US$ Billion
2004-05	1.52
2005-06	3.52
2006-07	5.14
2007-08	5.41
2008-09	3.72

(b) Country / Sector wise break up of FDI inflow are reflected in the two tables at Annexure-I.

Annxure-I

FDI Inflow-Country Wise

US $ Million

Country	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09
USA	325.9	516.7	913.1	1309.3	869.9
UK	181.5	244.0	860.1	460.2	263.4
U.A.E	367.5	1,424.5	661.5	589.2	178.1
Japan	45.2	57.0	64.4	131.2	74.3
Hong Kong	32.3	24.0	32.6	339.8	156.1
Switzerland	137.5	170.6	174.7	169.3	227.3
Saudi Arabia	18.4	277.8	103.5	46.2	(92.3)
Germany	13.1	28.6	78.9	69.6	76.9
Korea (South)	1.4	1.6	1.5	1.2	2.3
Norway	31.4	252.6	25.1	274.9	101.1
China	0.4	1.7	712.0	13.7	(101.4)

Others	369.3	521.9	1,512.2	2,005.2	1.964.2
Total	1523.9	3521.0	5139.6	5409.8	3719.9

FDI Inflow-Sector Wise

US $ Million

Sector	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08	2008-09
Oil & Gas	193.8	312.7	545.1	634.8	775.0
Financial Business	269.4	329.2	930.3	1.864.9	707.4
Textiles	39.3	47.0	59.4	30.1	36.9
Trade	52.1	118.0	172.1	175.9	166.6
Construction	42.7	89.5	157.1	89.0	93.4
Power	73.4	320.6	193.4	70.3	130.6
Chemical	51.0	62.9	46.1	79.3	74.3
Transport	10.6	18.4	30.2	74.2	93.2
Communication (IT & Telecom)	517.6	1,937.7	1,898.7	1,626.8	879.1
Others	274.0	285.0	1.107.2	764.5	763.4
Total	1,523.9	3,521.0	5,139.6	5,409.8	3,719.9

Source: State Bank of Pakistan.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کھٹومل جیون ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی محمد عدیل صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرحت عباس صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19 فروری کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب رحمت اللہ کاکڑ، وزیر برائے ہاؤسنگ و تعمیرات نے اطلاع دی ہے کہ وہ ایران کے سرکاری دورے پر ہیں اس لیے 22 فروری تا یکم مارچ تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Adjournment Motion

جناب چیئرمین: Adjournment Motion شاہد اکبر بگٹی صاحب۔ Bugti Sahib, please read your adjournment motion. شاہ صاحب، ذرا توجہ دیجیے، ایک adjournment motion آیا ہے، آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔

Senator Shahid Hassan Bugti: Sir, thank you very much. I beg leave to move that the normal proceeding of the Senate may be adjourned to discuss the following matter of urgent importance. Sir, it has been reported by the Daily Khabrian of 22nd February, 2010.

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے پوچھ لیجیے کہ یہ آپ کا adjournment motion oppose کر رہے ہیں یا نہیں۔ Are you opposing this adjournment motion? oppose نہیں ہو رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹھیک ہے the motion is in order, the leave is granted and I think that will be discussed on a day to be fixed later on. Now let us look into the legislative business. شاہ صاحب، یہ جو آپ کا Bill ہے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب! میری گزارش ہے کہ Minister for Law and Parliamentary Affairs and MOS, they were supposed to be in the House and I have already intimated to them

that today there is a business on the order of the day, they said they would be in the House.

جناب چیئرمین: آپ ان کو بلوا لیجیے تا کہ پتا چل جائے، کافی عرصے سے defer ہو رہا ہے۔ اس میں آپ نے جو بھی فیصلہ کرنا ہے، کیجیے، please ان کو بلا لیجیے

Call either Minister of Law or MOS. We come to Item No.5. Swati Sahib, Minister for Science and Technology.

شاہ صاحب، Minister for Science and Technology کدھر ہیں؟ آپ نے اس سلسلے میں کیا کہنا ہے؟ Item No. 5.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب، آپ بیٹھ جائیے، مجھے پتا ہے اس میں آپ کی amendments ہیں، وسیم سجاد صاحب کی بھی amendments ہیں۔ I have gone through the record. پہلے ان سے پوچھ تو لوں۔ شاہ صاحب، بگٹی صاحب سے بعد میں بات کیجیے گا، پہلے اس کو دیکھیں، آپ ذرا House کا کام نمٹائیں۔ Item No.5.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, the same position, Mr. Swati is out of the country.

جناب چیئرمین: اس کو defer کر دیتے ہیں، he is not here کدھر بھیج دیں؟

سینیٹر وسیم سجاد: کمیٹی میں اگر بھیج دیا جائے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب! میری گزارش ہے کہ I don't have any information or instructions from the concerned minister.

جناب چیئرمین: کب تک واپس---

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Let the Parliamentary Minister come

ابھی انہوں نے پہلے Bill کے لیے بھی تو آنا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو بھی ابھی رکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: اس کو بھی رکھ لیں۔

جناب چیئر مین: جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! جو Bill بھی تیار ہوتا ہے وہ پہلے قومی اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے اور وہاں سے as it is pass ہو جاتا ہے۔ لگتا ہے کہ وہاں پر کوئی technocrats or experts نہیں ہیں اور صرف وڈیرے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب یہاں پر آتا ہے تو اس کو bulldoze کرنا ہوتا ہے۔ ہم اگر amendment بھیجتے ہیں تو کمیٹی میں چلا جاتا ہے اور کمیٹی کا سال میں ایک اجلاس ہوتا ہے---

جناب چیئر مین: ہمایوں صاحب، ابھی آپ کی amendment discuss ہو گی، دیکھیں گے۔ آج کوئی bulldozing نہیں ہو رہی۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! میری تجویز ہے کہ اگر کوئی بھی Bill ہو تو Minister for Law سے کہا جائے، یہ سفارش کی جائے کہ آئندہ کوئی بھی Bill پیش کیا جائے تو پہلے سینیٹ میں پیش کیا جائے تا کہ---

Further Discussion on the Commenced Motion Pertaining to the Price Hike Situation in the Country

جناب چیئر مین: یہ تو گورنمنٹ کی مرضی ہے۔ آپ ان سے خود بات کر لیجیے گا۔ Item No. 7, Commenced Motion. کون کون سے سپیکرز ہیں؟ احمد علی صاحب، آپ نے تقریر کرنی ہے please start کیجیے۔ کچھ اور نام بھی آ گئے ہیں۔ ڈار صاحب، دیکھ لیتے ہیں کون کون ہیں۔ احمد علی صاحب، آپ start کیجیے گا۔ Very kind of you.

سینیٹر احمد علی: Unfortunately میں last week نہیں تھا، کسی کام میں busy تھا۔ بہر حال یہ اتنا ہی ضروری ہے۔ ہم سب سمجھتے ہیں کہ موجودہ مہنگائی اور price hike کا direct relation کس چیز سے ہے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ سارے کام کیوں کرتے ہیں جو آج اس مصیبت کو face کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کتنے زبردست statements دیئے گئے کہ ملک میں money laundering ہو رہی ہے ہم نے ان کو پکڑ لیا ہے، جیلوں میں ڈال دیا ہے، ان کے ساتھ یہ

کر دیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کا نتیجہ نکلا ہے کہ سارے لوگ باہر ہیں سب کی ضمانتیں ہو چکی ہیں اور کچھ prove نہیں ہوا لیکن آپ نے اس چکر میں ملک کو اتنا شدید damage کر دیا ہے کہ آج آپ کے ملک کے اوپر stamp لگ گیا ہے کہ آپ money laundering کرتے ہیں آپ black list ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا انڈیا، بنگلہ دیش، دبئی میں money laundering نہیں ہوتی ؟ وہاں کے لوگ تو کبھی اپنے ملک کے خلاف اس قسم کی باتیں نہیں کرتے لیکن یہاں اپنے ملک کے خلاف ایسی باتیں کرنے کے بعد اس پوزیشن پر لے آئے کہ آپ کا ملک black list ہو گیا اور اس کے ساتھ آپ ایک money laundering bill لے آئے اور money laundering bill کے اوپر یہ پوزیشن ہے کہ کمیٹی کے اوپر pressure ڈال رہے ہیں کہ اس کو جلدی سے جلدی پاس کر دیں۔ جناب والا! اتنے sensitive Bill جو ہوتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ نیشنل اسمبلی میں یا تو کوئی پڑھنا گوارا نہیں کرتا یا پڑھتے ہیں تو ان کی attention کہیں اور ہوتی ہے اور اس کو پاس کرتے ہیں اور یہاں آ کر ہمارے لیے problem کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ہم اس کو پڑھنا چاہتے ہیں ہم اس کو سمجھنا چاہتے ہیں، یہ نہیں کہ ہم اس کو پاس نہیں کرنا چاہتے ہم کرنا چاہتے ہیں لیکن قانون جب بنتا ہے تو اس کی نوک پلک درست ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ قانون کسی stage پر جا کر misuse ہو جائے۔ جناب والا! میں آپ کی attention economy کی طرف دلاتا ہوں کہ economy کی یہ حالت ہے کہ آج ڈالر 86 روپے پر trade ہو رہا ہے۔ 86 روپے پر trade کرنے کا مسئلہ کیا ہے؟ It has a direct relation between supply and demand. آپ نے اپنی supply کو by money laundering cut کر دیا۔ آپ نے ان لوگوں کو جو inter bank میں یہ کاروبار کیا کرتے تھے۔ میں کسی ہنڈی کی بات نہیں کر رہا، ہنڈی غلط چیز ہے، آپ ضرور روکیں لیکن جب inter bank trade ہو رہا ہے which is a legal aspect لیکن اس کو بھی ختم کر کے ان کو آپ نے بند کر دیا اور ایسا لگتا ہے کہ آج کل country FIA میں ہے۔ FIA سٹیٹ بینک میں گھس گئی ہے جو ان کا prerogative نہیں تھا مگر وہ گھس گئی انہوں نے سٹیٹ بینک سے ان کے licences cancel کرا دیئے۔ آج وہ سب لوگ ضمانت کرا کے ملک سے باہر ہیں. that means they are not proven guilty. سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات منسٹروں پر آتی ہے تو کہتے ہیں کہ کورٹ میں کیس چل رہا ہے we are not guilty unless proven guilty تو اگر یہی attitude اس طرف رکھیں کہ کورٹ میں کیس چل رہا ہے تو

not proved that means they are not guilty تو ان کا کاروبار suspect کرنے سے کس کو نقصان ہوا ہے؟ اس سے ملک کو نقصان ہوا ہے۔

جناب والا! 86 روپے کا ڈالر اور پھر اس کے بعد آپ ایک اور کام کر دیتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ oil کی جتنی بھی LC کھلیں گی، وہ آپ private market سے خرید کر کھولیں۔ آپ روپے کو اور under pressure لے آئے ہیں۔ روپے کو under pressure لانے کا مطلب سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب سیدھا سیدھا ہے کہ آپ کی پوری economy مصیبت میں پڑی ہوئی ہے اور جب تک آپ اس طرف اپنی attention نہیں لائیں گے۔ اس طرح یہ چیزیں solve ہونے والی نہیں ہیں۔ جناب! جب آپ import کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ export بڑھ گئی ہے۔ Export ایسے نہیں بڑھتی۔ میں نے پہلے بھی آپ کو کہا کہ ملک میں صرف 45 components پیدا ہوتے ہیں۔ جس میں کاٹن ہے اور اس کے ساتھ لیبر ہے۔ اس کے بعد تو آپ کی ہر چیز import ہے۔ غریب آدمی کس چکی میں پسے گا۔ اس وقت غریب آدمی بہت بری position میں ہے۔ Electricity price کہاں جائے گی؟ کیونکہ ڈیزل کی قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں، production کی قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں۔ آپ ٹرانسپورٹ کی بات کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ٹرانسپورٹ میں مسئلہ کھڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ سب اپنے کرائے بڑھا رہے ہیں۔ کرایوں کا بڑھنا غریب آدمی کو directly impact کرتا ہے۔ وہ کرایہ afford نہیں کر سکتا لیکن آپ کو کرائے بڑھانے پڑ رہے ہیں کیونکہ آپ نے price hike کی ہوئی ہے۔ آپ کل ہی کی بات دیکھیے۔ کل پی آئی اے کی ایک چیز یہاں رپورٹ ہوئی، منسٹر صاحب نے فوراً ایف آئی اے کو حکم دے دیا کہ ان کو پکڑ لو اور ایک انکوائری کا حکم دے دیا۔ بھئی آپ کا کیا کام ہے؟ یہ سول ایوی ایشن اور پی آئی اے کا کام ہے۔ آپ اپنے آپ کو ہر جگہ کیوں لے کر چلے جاتے ہیں۔ آپ کو ان چیزوں سے رکنا چاہیے۔

میں آپ کو یہاں پر ایک بہت positive suggestion دوں گا کہ کوئی اس قسم کا قانون بننا چاہیے کہ وہ منسٹر یا وہ گورنر سٹیٹ بینک جو اپنے دور حکومت میں غلط کام کر کے نکل جاتے ہیں، ان کو بھی پکڑا جانا چاہیے کہ تم نے یہ یہ غلط کام کیے تھے تا کہ آنے والے وزراء یہ نہ سمجھیں کہ وہ جو بھی کام کریں اور چلے جائیں گے۔ ملک کو منی لانڈرنگ سے شدید نقصان پہنچا ہے۔ آج میرا ملک پوری دنیا میں بدنام ہو چکا ہے کہ ہم منی لانڈرنگ کرتے ہیں۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ اسے ٹھیک طرح سے پیش نہیں کیا گیا۔ اسے number gain کرنے کے لیے misuse کیا گیا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ہاؤس کمیٹی میں یہ جو فیصلہ ہوا تھا کہ one of the major topics price hike اور economic situation پر ہم بات کریں گے اور پھر کوئی منسٹر صاحب اسے wind up کریں گے۔ جناب چیئرمین! دونوں اطراف کے میرے ساتھیوں نے اس issue کو flag کیا۔ جو prices کی increase ہے، یہ ریکارڈ پر آچکا ہے کہ مختلف commodities کی کچھ لوگوں نے prices quote کیں۔ اس وقت قیمتوں کے بڑھنے کی وجہ سے عوام میں unrest ہے، چاہے وہ یوٹیلٹی کی قیمتیں ہوں، بجلی گیس یا کھانے پینے کی اشیاء ہوں۔ ٹائم بچانے کے لیے میں ان چیزوں کو نہیں دہراؤں گا، کیونکہ وقت محدود ہے۔

یہ جو Statistical Division, Federal Bureau of Statistics کا January 2010 کا جو monthly review ہے prices indices کے بارے میں، صرف اس کے حوالے سے ریکارڈ پر یہ میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی ہمارا معاملہ کافی sensitive ہے کہ January 2010 over corresponding month of the previous year جو change ہے وہ Consumer Price Index 13.68% ہمارا بڑھا ہے۔ ہماری sensitive price index جو ہے وہ 18.35% اور wholesale price index 19.64% بڑھا ہے۔ Although اس پر کام ہو رہا ہے اور global trend چاہے آپ commodities کی prices لے لیں یا دوسری چیزوں کی مثلاً wheat لے لیں تو at one time, it was Rs1100. Now it is down to around Rs.650. اب آپ oil کی قیمت لے لیں تو 60-70 ڈالرز ہے۔ and the same touched 150 dollars.

یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کا impact اب پاکستان میں بھی نظر آرہا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری جو economic situation اور یہ جو melt down type crises ہم نے face کیا ہے، اس کی بنیادی وجہ جو تھی کہ 2007 تک probably one of the longest economic boom دنیا میں تھا۔ ہم نے as Pakistan وہ opportunity miss کی، ہم نے اپنی real economy پر focus نہیں کیا۔ ہم نے اپنے agriculture کو جو backbone of the

economy ہے، اسے strong نہیں کیا۔ ہم نے اپنی manufacturing کو competitive نہیں بنایا بلکہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ یہ ہمیشہ سے international اداروں کا، World Trade Organization ہو یا دوسرے ادارے ہوں، وہ پاکستان کو ایک trading منڈی بنانا چاہتے تھے۔ There has been a long history of dispute between Pakistan and different other forums کہ جی وہ چاہتے تھے کہ آپ duties کو اتنا scale down کردیں کہ virtually ہم non-competitive ہو جائیں، ہماری industry بند ہو جائے اور ہم ان ممالک سے منگوائیں۔ یہاں تک کہ آپ کو یاد ہوگا کہ PLD جو wheat کے لیے ہوتا تھا، wheat تک ایوب خان صاحب کے زمانے میں وہ امریکہ سے منگواتے اور یہ ان کی preference ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمیں ماضی سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ہم نے ایک golden opportunity miss کی اور بد قسمتی سے وہ opportunity پھر آمرانہ دور میں آئی اور پاکستان اس سے فائدہ حاصل کرنے میں ناکام رہا، اپنی پالیسیوں میں ناکام رہا، اپنی real economy کو grow کرنے میں ناکام رہا اور ہم نے دیکھا کہ ہم consumption led growth کی طرف چل پڑے۔ ہم اس میں بڑا pride لیتے تھے۔ ٹیلی فون سیٹ، موبائل سیٹ ہم اتنے بنانے لگے ہیں، ہم اتنی گاڑیاں بنانے لگے ہیں، حالانکہ ان چیزوں میں بھی ہم competitive نہیں ہوئے۔ آپ ریکارڈ نکال کر دیکھیں، میں اسی فلور پر چیخ و پکار کیا کرتا تھا کہ جناب! یہ real growth نہیں ہے، آپ real economy کی طرف چلیں۔ اگر ان areas میں بھی محنت کریں تو کم از کم ہم competitive تو ہوں۔ آج آپ دیکھیں کہ نہ موبائل ٹیلی فون پاکستان سے export ہوتے ہیں، نہ گاڑیاں ہوتی ہیں۔ دو تین sectors جہاں ہم نے pride لیا۔ وہی بات ہوئی کہ خرچ ہو گیا اتنا بڑا جو credit inflow تھا، جب local demand ختم ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ industry کی growth of large scale manufacturing industry was negative لارج انڈسٹری تفصیل دہرائے بغیر جو کچھ لوگوں نے already بتایا ہے کہ recently تھوڑا سا pick کیا ہے، ورنہ پچھلے سال negative growth میں چلی گئی تھی۔

یہ جو global economic crisis شروع ہوا end of 2007 میں اور اس نے 2008 میں severely perpetuate کیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے پاکستان نے economically ایک انتہائی سخت دور دیکھا ہے لیکن یہ دور اور معاشی cycles دنیا میں آتے ہیں۔ ہمیں اپنی inherent economic weaknesses کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری

economic situation جو دنیا کے boom کے وقت تھی، ہم اس میں کوئی بہتری نہیں لا سکے اور ہمارے macro-economic im-balances جاری ہیں۔ ہمارے twin deficits are fiscal deficit جس کو بجٹ کا خسارہ کہتے ہیں اور ہمارا current account deficit ہے، وہ جاری و ساری ہیں۔ ہماری GDP growth بہت ہی مایوس کن ہے، ایک طرف ہماری آبادی کی شرح ہے، کسی بھی ملک میں آبادی کی شرح سے کم از کم دو چار فی صد زیادہ GDP growth ہونی چاہیے۔ ہم نے تو اس ملک میں دیکھا کہ accounting juggleries بھی ہوئیں۔ جب آپ نے اپنا base year change کیا from 1980−81 to 1999−2000, that gave the GDP all of a sudden an artificial jump of around 27% in value or in volume. میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہمارے تمام مسائل ہیں، low GDP growth بہت اہم ہے، twin deficits ہیں، پھر ہمارا tax to GDP ratio جو ہے that continues to be very, very serious issue for Pakistan. آج سے چند سال پہلے it was 14.6% in 1998−99. Now with improvement in economy, we are below 9%. میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے بڑے serious مسائل ہیں۔

میں appreciate کرتا ہوں چیئرمین فنانس کمیٹی کو کہ انہوں نے بھی ایک بڑے major, core issue کا ذکر کیا اور وہ تھی devaluation of currency. ہمیں اس پر بھی focus کرنا ہوگا۔ جناب چیئرمین! دیکھیں یہ جو in box conventional formulas ہیں IMF اور World Bank کے، یہ third world economies میں نہیں چلتے۔ You have to pragmatically adjust things یا تو آپ کی اتنی depth ہو مارکیٹ میں کہ آپ روپے کو easy جانے دیں اور وہ جہاں جائے چلا جائے۔ یہی ملک ہے، یہی ملک sanctions میں تھا 1998 میں جب پاکستان ایک ایٹمی قوت بنا اور میاں محمد نواز شریف نے 28 مئی کو ایٹمی دھماکہ کیا لیکن we were ready as a nation کہ پاکستان کو ایک قیمت ادا کرنی پڑے گی اور وہی ہوا کہ ساری دنیا نے پابندیاں لگا دیں، ساری دنیا نے پاکستان کو strangulate کرنے کی کوشش کی۔ ساری دنیا نے یہ کوشش کی ہماری economy ختم ہو، ہم ایک failed state بن کر ہاتھ جوڑ کر، اپنے knees پر گر کر nuclear roll back کریں۔ جناب! اس زمانے میں بھی آپ کو یاد ہوگا، خصوصاً ستمبر 1998 کا نیشنل اسمبلی کا آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو جو تقاریر ہوئیں، اس وقت ہم حکومت میں تھے، ہمارے ساتھی اس وقت

اپوزیشن میں تھے، تقاریر کیا ہو رہی تھیں، کہ جناب اس وقت ڈالر Rs.69 touch کر گیا mid-day میں اور رات کو جو highest closure تھا Rs.67 اس زمانے کا تھا۔ تقاریر ہوئیں کہ یہ 100 روپے پر touch کرے گا دسمبر 1998 تک۔ جناب! میں نے اس وقت بھی اس سے differ کیا۔ ایک handful of speculators پاکستان میں موجود ہیں اور وہ handful of speculators یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے چند لاکھ یا چند کروڑ روپے جو بنتے ہیں، اس کا پاکستان کو کتنا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ ایک روپے کی devaluation اگر اس وقت 36 billion cost کرتی تھی پاکستان کو تو آج وہ 56 billion rupees cost کر رہی ہے کیونکہ ہمارا 56 billion dollars قرضہ ہے۔ ہمیں ان handful of speculators سے deal کرنا چاہیے، ہمیں اس کو focus کرنا چاہیے۔ ہمیں غیر ضروری statements سے اجتناب کرنا چاہیے۔ میں بڑے ادب سے یہ کہہ رہا ہوں کیونکہ جب ایک senior Cabinet member کہے گا کہ inflation کی وجہ سے روپے میں اور کمی آئے گی جیسے ہم نے پرسوں ایک statement سنی اور وہ کل جب اخبار میں چھپی، کل market میں panic ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں نہ صرف ایسی statements سے اجتناب کرنا چاہئیے بلکہ ہمیں تمام corrective measures لینے چاہئیں، میں ذاتی طور پر 99-1998 میں اس process سے گزرا ہوں۔ آپ اللہ کے فضل اور ایمانداری کے ساتھ اپنی commitment پوری کرنے کی کوشش کریں تو you can make a change in this country. آپ دیکھیں کہ وہی dollar 69 rupees کا تھا اور جو لوگ کہتے تھے کہ 100 rupees کا ہو گا، that ultimately within a period of 3 and half months came to 51 rupees 80 piasas اور یہ اگلے 8 مہینے 52 روپے کی range میں رہا، the buying and selling difference was narrowed to 20 paisas only.

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک major negative contributor ہے، IMF سمیت جو اس کو propagate کرتے ہیں کہ آپ کو currency devaluation کی ضرورت ہے، یہ 3rd World یا developing economies کو کرتے ہیں، ان کا rational کیا ہوتا ہے، ان کا rational اس کے پیچھے یہ ہے کہ آپ یہ کریں گے تو آپ کی exports بڑھیں گی، آپ کی exports بڑھیں گی تو آپ کی economy grow کرے گی، آپ کی economy grow کرے گی تو employment ہو گی۔ جیسا کہ Sir, this all has proved to be rubbish trickle down theory ثابت ہوئی۔ جب سے یہ Brettenwood institutions بنی ہیں اور trickle down theory چلی ہے،

آپ بھی مشرف صاحب اور شوکت عزیز صاحب کو سنتے رہے کہ اس trickle down theory کو دو سال لگیں گے، پانچ سال لگیں گے، وہ یہ کہتے کہتے خود trickle down ہو گئے، trickle down theory کا عام آدمی کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ It is now trickle up theory which very few believe, I think that is the real one کہ لوگوں کو نیچے economically empower کریں، آپ اپنی population growth and GDP کو integrate کریں یا تو آپ اپنی population growth کو نیچے لے کر جائیں جیسے مختلف ممالک لے کر گئے، اگر نہیں لے جا سکتے تو آپ اپنی GDP growth کو بڑھائیں تا کہ آپ at least, you create real growth in the economy. ہم نے دیکھا کہ اس میں بھی unfortunately, we have been unable to achieve anything اور پاکستان جیسے countries کی یہ بد قسمتی ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ ڈالر 87 پر ہو گیا تو پاکستان کی کتنی exports بڑھی ہیں، we have failed to increase our general exports. ہوتا کیا ہے، this is now again my experience as a Commerce Minister, in this country, the practical experience is that آپ کی جوں جوں currency devalue ہوتی ہے جناب چیئرمین! آپ کے Overseas importers نے پاکستانی exporters کے لیے جو LCs کھولی ہوتی ہیں، they fly in وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں devaluation کا آدھا حصہ pass کریں، discount دیں، آپ کی آدھی devaluation discount میں نکل جاتی ہے یعنی آپ کی price in terms of foreign currency نیچے چلی جاتی ہے۔ دوسرا آپ کی ساری input costs بڑھ جاتی ہیں، آپ کا oil بڑھ جاتا ہے جب ہر چیز بڑھتی ہے تو as a consequence of that وہ جب سارا کچھ ہوتا ہے تو آپ کی cost of production بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ it is not a good tool, it has never worked at least in developing countries including Pakistan. میں سمجھتا ہوں کہ it has to be integrated, it has to be properly monitored, کچھ لوگ پھر کہیں گے کہ State Bank autonomous ہے، monitory policy independent ہے، for heaven's sake, they are not state within state. It is one country, you have to integrate the fiscal policy and monitory policy. You have to make sure and assess what the advantages will come.

جناب چیئرمین! چند لوگوں نے ان پچھلے چند ہفتوں میں یا چند مہینوں میں کروڑوں روپے بنائے ہوں گے by devaluation from 64 to now 86 rupees yesterday. جناب چیئرمین صاحب! you know, but look at the country, how much your country's debt by this devaluation has increased, over almost one thousand billion rupees over the last 2 years. میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر focus کرنا ہو گا، ہمیں اس کو دیکھنا ہو گا، اسی طرح جو ہمارا national debt ہے the debt is becoming a real issue and as is said it was the legacy of the past dictatorial regime which the democratic, you know, Government inherited but at the same time, you must now manage to come out of it and start moving towards the right direction, وہ Fiscal Responsibility Law جس کی میں نے 99 میں شروعات کیں اور eventually وہ coup ہونے کی وجہ سے 2002 میں implement ہوا that has gone for 6, nobody bothered about that اگر ہم اسی Law کو follow کرتے، ہم اسی لحاظ سے اپنے debt کو manage کرنے کی کوشش کرتے تو پاکستان کا debt over a period of decade should not have gone from 3000 billion rupees to 9000 billion. ہمارا almost آدھا debt is now foreign, almost آدھا debt is now local, how we are going to service, ہماری total debt servicing used to be about 170 billion ruppes, آج سے ایک decade پہلے تھی۔ آج debt servicing is 750 billion, آپ جتنے current expenditures کو بڑھائیں گے، non–development اخراجات بڑھائیں گے۔ آپ کی جو فالتو یہ debt servicing ہے، this all will obviously have a direct impact on your development expenditure. میں بڑی بد قسمتی سے اس House سے یہ share کروں گا اور Minister صاحبہ wind up کریں گی تو ہمیں confirm کریں گی، the market news are that the PSDP جو 400 ارب Federal government کا رکھا تھا، 200 provinces کا ہے that is going to be curtailed by 150 billion, now Mr. Chairman, this is a major cut. آپ imagine کریں کہ جو countries یا economies

جنہوں نے grow کیا ہے، post World War II میں ان کے تین، چار main focuses رہے
ہیں، one is your population growth, the other one is vocational and primary education, the health was the 3rd one, creation of infrastructure was the fourth one لیکن ہم نے savings کی طرف توجہ ہی نہیں دی اور ہماری policies are continuation اور of unfortunately General Musharraf's policies, we are not focusing on how to promote savings. اس کی وجہ obviously there is discouragement, ہم کئی دفعہ Finance Committee میں take up کرچکے ہیں، there is huge margin what the financial institutions charge the borrowers and what they pay to the deposit holders;. there is huge difference, this covers their non performing loans جو کہ political bases پر اربوں روپے دیتے ہیں اور پھر ضائع کرتے ہیں، this covers their lavish administrative expenses. یہ ساری چیزیں جو ہیں، وہ integrated طریقے کے ساتھ I think, we need to focus on a priority bases. اسی طرح میں نے جیسے عرض کیا کہ ہمارا آنے والا ایک major issue ہو سکتا ہے اور again ہم سب کو پتا ہے کہ Government has agreed with the IMF to introduce value added tax, I am worried, یہ England میں اس وقت introduce ہوا I know when I was there in practice in early 70s how much difficulties countries like U.K میں tax payers نے experience کیں۔ How much, you know, the VAT department used to close their eyes on minor non-complaiance . ہم نے نہ اس پر proper education کا سلسلہ کیا ہے، نہ اس کو publicity دی ہے، نہ لوگوں کو train کیا ہے، نہ جو stake-holders in business community ہیں ان کو on board لیا ہے، how we are going to just pass a law, is it something electric shock that we just push the button and job will be done. It is not possible, you need education and home work.

اس کے علاوہ اس میں مجھے ایک اور problem نظر آتا ہے جو ابھی تک ہمارے system میں ہے value added tax has a certain pre-requirement. No.1,

نہیں economy documented ہمیں پتا ہے کہ ہماری پوری documented economy ہے، No.2, each link of the entire production from raw material to the end user together, there must be complete chain, they should all be registered; no exception, no exemptions, nothing of that sort پھر only then you will be able to recover at every stage, at every next step, some additionality کیونکہ آپ پچھلا input credit دیتے ہیں، جو نئی out-going invoice ہے، آپ اس پر اپنا rate دیتے ہیں تو, Sir again, you have some additionality. اس پر ابھی ہمارے اتنے سارے problems موجود ہیں، ہم ان کی موجودگی میں کیسے یہ پہلی جولائی سے لاگو کر سکیں گے، I still fail to believe that already ہمارا مارچ شروع ہونےوالا ہے، میں نے ان کے کوئی education کے programmes نہیں دیکھے، میں نے کوئی business community کے ساتھ interaction نہیں دیکھا، I hope that it is not a non-starter کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ فیل ہوا تو بڑا نقصان ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ IMF ہو یا کوئی اور ہو، sir, we should be dealing with them from point of strength. انہوں نے اگر 1st July رکھی ہے یا تو ہم اپنی war footing پر تیاری کرتے، سب لوگوں کو تیار کرتے یا ہم اور time لیتے، we should have sufficient time to educate people, to have, you know, the whole system ready to do away with the exemptions and complete the whole chain of production right from the initial process to the end user, only then you can be successful. Sir, I am giving all these comments based on my own personal experience in country like U.K کہ وہاں یہ حالت تھی پہلے دو تین سال V.A.T department نے closed their eyes اور جتنی چھوٹی چھوٹی irregularities ہوتی تھیں، وہ اس کو condone کر دیتے تھے، ہمارا تو الاما شاء اللہ basically except very few people most have different mind set. ہم نے اگر اس VAT system کو introduce کرنا ہے تو میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہو گی کہ please for heaven sake, we have very limited time اس کے لیے تیاری کریں یا آپ اس کو implement کرنے کے لیے اس میں time extension لیں، اگر آپ نے کرنا ہے تو پھر اس کے لیے پوری تیاری کریں، ہماری تیاری نہیں ہے، یہ تین مہینوں میں نہیں

ہونے والا، آگے ہمارے بجٹ کی exercise شروع ہو جائے گی and the two things will converge and I think, we will have a serious problem.

میں ایک اور point record پر لانا چاہوں گا۔ I think we must find out of ہو رہے losses میں جو box solution to eliminate public sector enterprises they are eating up our resources, they are huge in numbers, 300 ہیں it's تین سو ارب روپیہ Can we afford it? No, we can't, کے قریب billion rupees بھی کاٹنے کی ضرورت نہ PSDP نہ ہو رہا ہوتا تو آج آپ کو loss اگر تین سو ارب loss money, the پڑتی، چار سو سے اڑھائی سو ارب پر لانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے بھی اسی طرح جیسے میں نے عرض Government must look into this on a war footing. our goal کرنا ہے بلکہ revive کو نہ صرف manufacturing sector کیا کہ ہم نے ہوتا تھا deletion programme اور آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک should be self reliance I mean this is نہیں ہوا۔ implement پاکستان میں religiously اور ابھی بھی ہے، وہ آج تک all vested interest holders get together and then کہ اس میں مل ملا کر a fact automobile deletion کیا جو ہمارا they dictate their real objective. No, that's why they کر لیا۔ successfully complete تھا وہ ہم نے programme have not been competitive, you can't afford to export your vehicles and automobiles manufactured in Pakistan. Same is the case with value دنیا textile.The country has huge investment in textile sector. and we have again ignored it and کے ساتھ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے addition we have been unable to handle this sector. This could end up, you اسی know, in increasing the Non-performing loans in a huge number. دینی پڑے گی تا کہ ہم preference کو industries کے لیے import substitution طرح ہمیں کیا، ان کے ایجنڈے explain کو WTO جیسے میں نے کریں۔ جناب! raw material import they don't want Pakistan to be a very strong country اور ہیں، economically, they don't want us to grow our real agriculture and

ہمیں وہ industrial economy grow کرتے نہیں دیکھنا چاہتے۔ ہمیں اپنی priorities fix کرنی ہیں اور اگر ہم اپنی priorities ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھ کر کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ we can certainly over come this serious problem in a matter of three four years and Pakistan can move forward in the right direction. Sir, I hope, I am not taking more time. Thank very much.

Mr. Chairman: No, no. Thank you Dar sahib. Mr. Hamayun Khan.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے اس ایوان میں آئے ہوئے تقریباً سال پورا ہونے کو ہے۔ اس دوران میں میرے کسی دوست نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا کہ جب آپ وہاں سینیٹ میں بات کرتے ہیں تو آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں دیواروں سے باتیں کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ پھر آپ بات کیوں کرتے ہیں، تو میں نے جواب دیا کہ سنا ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اس نے کہا اگر دیواروں کے کان ہوتے ہیں تو کیا دیواروں کی زبان بھی ہوتی ہے۔ میں نے کہا یہ مجھے نہیں پتا، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ دیواروں کی بھی زبان ہو جائے اور ہماری بات سن کر آگے بڑھا دیں۔

جناب! بد قسمتی سے اس ملک میں قائد اعظم محمد علی جناح کے بعد competent and sincere leadership کی بہت کمی رہی ہے، جس کی وجہ سے معاملات بگڑتے بگڑتے یہاں تک پہنچ گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس دوران میں dictatorship جتنی دفعہ بھی آئی ہے وہ بھی ہمارے politicians کی ناکامی ہے، اگر ہم اپنے معاملات صحیح طریقے سے handle کرتے تو بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ بات یہ ہے کہ پاکستان potentially قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، اسے دنیا کے بہترین ملکوں میں شمار کیا جانا چاہیے تھا لیکن اس وقت اگر ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں تو جو ملک 60s and 70s میں ہم سے بہت پیچھے تھے، وہ آج ہم سے بہت آگے نکل گئے ہیں اور ہم ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہماری economy in shamble ہے۔ اس کی ایک ہی وجہ سمجھی جاتی تھی وہ bad governance ہے

جناب چیئرمین! Corruption انتہا کو پہنچ گئی ہے، ایک بین الاقوامی ادارے کے مطابق 400% بڑھ گئی ہے اور وہ ہماری جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے۔ ہمارے ہاں کبھی گندم کی کمی ہوتی ہے،

کبھی اس کے prices shoot-up کر جاتے ہیں، کبھی چینی کی کمی ہوتی ہے، بجلی کی کمی ہے، پانی کی کمی ہے، گیس کی کمی ہے، ان کے prices کا مسئلہ ہے۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے تو مجھے وہ حدیث نبوی یاد آتی ہے جس کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ نے کہا کہ جب حکمرانوں کی نیتیں خراب ہو جاتی ہیں تو ملک سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ برکت اٹھ گئی ہے، جس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی نیتیں خراب ہیں۔ اگر ہم agriculture potential کو utilize کریں تو ہم پورے South Asia کو ہلا سکتے ہیں لیکن ہم Asia کو تو چھوڑیں ہم اپنے آپ کو نہیں ہلا پا رہے۔

آپ ٹیکسٹائل میں دیکھیں کہ ہم کاٹن کے fourth largest producer ہیں لیکن اس کے باوجود ہم China, Bangladesh اور دوسرے ملکوں کے مقابلے میں اپنی market lose کر رہے ہیں۔ ہم Chinese model کو follow کر سکتے تھے کیونکہ وہاں بھی GT cotton کے ذریعے انہوں نے اپنی کاٹن کی production بڑھا دی اور ان کی price بہت کم ہو گئی، انہوں نے three gorgeous dam بنا کر electricity کو dead cheap کر دیا اور اپنے بہت work force کو textile industry میں جو کہ labour intensive industry ہے، میں کھپا دیا ہے اور انہیں روزگار فراہم کر دیا ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: ٹیکسٹائل انڈسٹری کے علاوہ باقی industries بھی دن بدن close ہوتی جا رہی ہیں، جس سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس sector میں اضافہ ہو رہا ہے جو below poverty line اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، بیروزگاری بڑھ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ملک ہم نے اللہ سے اللہ کے نام پر مانگا اور اللہ نے ہمیں دے دیا لیکن اس ملک میں اللہ کا نظام رائج ہونا چاہیے تھا، وہ ہوا نہیں۔ ہم نے صرف ایک ہی بات سیکھی کہ بابا! اللہ کے نام پر دے دو اور وہ بھی ہم IMF and World Bank سے لے رہے ہیں جو کہ شاید اللہ کو مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ ہمارا exchange rate بہت بڑھ چکا ہے، ابھی ڈار صاحب نے بھی ذکر کیا کہ 60 سے 86 روپے تک پہنچ گیا ہے۔ Export کے جو فوائد ہیں پتا نہیں وہ اتنے ہیں کہ نہیں، اس کے جو دوسرے مضر اثرات ہیں ان سے losses بھی ہو سکتے ہیں، وہ میرے خیال سے اس وقت کافی زیادہ ہیں اور وہ ہمارے control

میں نہیں رہا۔ Indirect taxes ہمارے بجٹ میں بہت زیادہ رکھے جاتے ہیں، شاید direct taxes کے وصولی میں problem ہے یا informal sectors کو include کرنے کے لیے یہ کیا جاتا ہے لیکن اس سے غریب لوگوں پر بہت اثر پڑتا ہے کیونکہ یہ زیادہ تر غریب لوگ ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب ہمارا budget deficit بڑھتا ہے تو ہم development budget dump کر دیتے ہیں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ otherwise ہونا چاہیے۔ Development Budget آپ کا future ہے۔آپ کو Administrative expenses کم کرنے چاہییں وہ آپ نہیں کر رہے لیکن آپ ساتھ میں development کو کم کر رہے ہیں، اس سے بہت سارے مسائل جنم لے رہے ہیں اور cost over run بھی آتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں جو Law and Order situation کی وجہ سے Foreign Investment پچھلے کچھ عرصے سے بالکل کم ہو گئی ہے، نہ ہونے کے برابر ہے۔ہمیں اپنی governance کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہمارے ادارے کمزور ہیں، اداروں کو مضبوط کریں۔ اس ملک میں بہت potential ہے، یہ بہت grow کر سکتا ہے۔ میں اپوزیشن سے بھی یہ درخواست کروں گا، شکر ہے کہ میں independent ہوں کہ وہ بھی لانگ مارچ کرنا چاہیں تو صرف عدلیہ کو بحال کرنے کے لیے نہیں بلکہ مہنگائی اور economy کو ٹھیک کرنے کے لیے بھی لانگ مارچ کریں، ہم بھی اس میں ان کا ساتھ دیں گے۔اداروں کو مضبوط کریں، اداروں کو مضبوط کرنے کے لیے سینیٹ بھی موجود ہے کہ جو بھی upper level appointments ہوتی ہیں یا Heads of the State Enterprises ہیں یا Autonomous bodies ہیں، ان کی final appointments سینیٹ کی ایک کمیٹی کرے جس میں آدھے لوگ حکومت کے اور آدھے اپوزیشن کے ہوں وہ ان کی appointments confirm کریں تب جا کر یہ ہو سکتا ہے کہ جو بھی کسی ادارے کا سربراہ آ رہا ہے وہ زیادہ accountable ہو گا، اس کے ساتھ اپوزیشن کی strength بھی ہو گی اور وہ حکومت سے بلیک میل بھی نہیں ہو گا اور یہ طریقہ ملک کو ایک صحیح راستے پر ڈال دے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سردار لغاری صاحب! آپ speech کریں گے۔ ہارون صاحب نے تقریر کر لی ہے۔ جی۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب چیئرمین! جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے Price hike کے حوالے سے، اکثر میرے colleagues اس

کے مختلف aspects cover کر چکے ہیں ۔ میں اپنے آپ کو محدود رکھوں گا ، کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنے کا آج میرا ارادہ نہ تھا لیکن ایک چیز کو میں ضرور highlight کروں گا کہ مہنگائی جو اتنی زیادہ manifold increase ہوئی ہے میرے نظریے کے مطابق اس کی سب سے اہم وجہ جو کہ میرے معزز اراکین پارلیمنٹ نے واضح نہیں کی وہ صرف اور صرف mismanagement اور انتہا کی کرپشن ہے۔ یہ حکومت شاید لوگوں کو مخلص نظر آرہی ہو کہ یہ tax collections میں مخلص ہے ، کامیاب ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت جس کے اوپر سنگین الزامات ہیں ، ان کے کچھ so called معزز اراکین کے اوپر انتہا کے کرپشن کے الزامات ہیں ، ان میں مادہ ہی نہیں ہے کہ وہ جو حق ہے tax collections کا اس کے حصول میں کامیاب ہو سکیں گے۔ آپ کے علم میں ہے ، عدالت عالیہ نے جو ایک تاریخ ساز فیصلہ کچھ دن پہلے کیا اس میں برملا انہوں نے کہا کہ جو Swiss Courts ہیں ان کو حکومت وقت approach کرے۔ جس callous طریقے سے حکومت نے عدالت عالیہ کے order کو ابھی تک flay کیا ہوا ہے اور مختلف باتیں جناب وزیراعظم صاحب کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ عدالت عالیہ کے فیصلے کا تقدس اور احترام ہم پر واجب ہے اور ساتھ ہی وہ یہ بات کرتے ہیں کہ I will go by the book and by the law اور ساتھ ہی وہ اپنی تقریر میں یہ بھی کہتے ہیں جو انہوں نے پرسوں فرمائی کہ کرپشن تو ایک بہت ہی چھوٹا مسئلہ ہے۔ جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ ایک منتخب وزیراعظم جب اپنے خطاب میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ کرپشن ایک بہت ہی چھوٹا issue ہے تو میں اس کو اس مقدس ایوان میں challenge کرتا ہوں کہ کرپشن کی وجہ سے پاکستان کا قیمتی سرمایہ باہر گیا ہوا ہے ، جب تک آپ اس کو واپس نہیں لے کر آئیں گے آپ غربت اور افلاس کو کیسے ختم کر سکتے ہیں۔ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ آج سے دو سال پہلے چینی چالیس روپے کلو فروخت ہو رہی تھی اور اب اس کی قیمت ستر روپے سے اوپر ہو گئی ہے۔ جو strong cartels ہیں چاہے وہ میری جماعت کے ہیں ، چاہے وہ پیپلز پارٹی کے ہیں ، چاہے وہ نواز لیگ کے ہیں ، چاہے ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو، میں چاہتا ہوں کہ جن کا جماعتوں سے تعلق نہیں بھی وہ powerful industrial tycoons جب کہ ECC کا جو بھی decision ہے اس کو openly flout کرتے ہیں اور اس کے اندر اربوں روپے بنا لیتے ہیں تو کس کے expense پر؟ suffer تو غریب ہی کر رہا ہے اور پھر حکومتی اعلیٰ عہدیداران کی یہ ---- معذرت کے ساتھ ٹھیک ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر چینی مہنگی ہو گئی ہے تو چینی مت کھاؤ۔ جناب والا، چائے جو کہ ایک بنیادی ضرورت بن چکی ہے ، چاہے غریب ہے یا متوسط طبقے سے اس کا تعلق ہے ،

چاہے وہ امراء کی صف میں شمار ہوتا ہے اور خاص طور پر بلوچ لوگ۔ میرے ساتھ ڈاکٹر عبدالمالک بیٹھے ہوئے میرے بڑے بھائی ہیں ان سے پوچھیں کہ کیا بلوچ چائے کے بغیر رہ سکتا ہے؟

جناب والا، عرض کرنے کا مقصد ہے کہ corruption is the roote cause of مہنگائی اور اگر آپ نے مہنگائی کو ختم کرنا ہے تو پہلے اپنے اداروں کو مستحکم کرنا ہوگا۔ اپوزیشن نام کی تو کوئی چیز رہ ہی نہیں گئی اور سب سے بڑی بات کہ میثاق جمہوریت جس پر دستخط ہوئے اور اس میں ایک accountability clause کی بھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ میثاق جمہوریت کی جو سب سے بڑی چیز اس وقت عوام پر واضح ہو چکی ہے وہ یہی ہے کہ ماضی کی جو تمام corruptions تھیں، چاہے وہ ایک جماعت نے کی، دوسرے نے کی یا تیسری نے کی، اس پر اب خاموشی سادھ لی جائے اور آگے کے لیے ان باتوں کو مت اٹھاؤ۔ جو مسودہ احتساب آرڈیننس کا آرہا تھا اس کے اندر ہم سیاستدانوں کو تو totally exonerate کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہماری Accountability ایوان کے اندر ہوگی۔ Public Accounts Committee میں ہوگی کیوں؟ ہماری Accountability اگر Public Accounts Committee کا چیئرمین جو کہ چوہدری نثار صاحب ہیں، میں ان کی عزت کرتا ہوں لیکن جو آجکل بد قسمتی سے پوری پاکستانی قوم دیکھ رہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سمجھوتہ ایکسپریس کے اوپر دونوں سوار ہیں۔ الحمدللہ ہماری پارٹی، میں اپنی جماعت کا سینئر نائب صدر ہوں، جب میں یہ بات کر رہا ہوں تو سمجھیں ہماری پارٹی کی یہ line ہے۔ ہم لوگ اس قسم کے مسودوں کو نہیں مانتے، ہم احتجاج جاری رکھیں گے چاہے وہ میڈیا پر ہے یا ایوان میں ہے۔

جناب چیئرمین! مہنگائی کی اور بھی کئی وجوہات ہیں جو میرے فاضل اراکین نے cover کی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کی اصل جڑ یہ ہی کرپشن ہے جو کہ ایک لعنت ہے۔ جس کو ختم کرنے کے لیے ہم لوگوں کو انقلابی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، جس سے آپ کی حکومت کا گراف اونچا ہوسکتا ہے۔ اگر آپ لوگ اپنے Ranks کے اندر جو اتنے بڑے بڑے مالیاتی سکینڈلز سامنے آرہے ہیں، مختلف سیکٹرز کے اندر، اگر آپ کچھ وزراء کو قربانی کا وہ بنا دیتے------ میں اس مقدس جانور کا نام نہیں لوں گا بنا دیتے تو پھر آپ شاید صرف وزارتوں میں ردو بدل نہ کرتے تو اس سے جتنا گراف آپ کی پارٹی کا بلند ہوتا شاید کسی اور کا نہ ہوتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! مہنگائی پر بحث ہو رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہےاور آپ ایوان کی عدم دلچسپی دیکھ لیں کہ دونوں طرف کے ممبران کی کتنی تعداد یہاں موجود ہے؟ ہمارے وزراء صاحبان کی جو فوج بھرتی کی گئی ہے ان میں سے ایک کے سوا مجھے کوئی وزیر نظر نہیں آرہا ہے۔ آپ اور Leader of the House اس چیز کو check کریں کہ ممبران یہاں پر کیوں موجود نہیں ہیں؟ ایوان میں عدم دلچسپی کا اظہار کیوں ہو رہا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟ یہ ایوان بالا ہے، قائد ایوان اپنے ممبران پر محنت کریں اور انہیں convince کریں کہ وہ اجلاس میں بیٹھا کریں۔

جناب والا! مہنگائی کے حوالے سے بحث جاری ہے۔ ہم یہاں پر جتنی بھی debates کرتے ہیں، سینیٹ میں ہماری جو بھی تجاویز ہوتی ہیں، میں بہت عرصے سے یہاں پر بطور ممبر بیٹھا ہوا ہوں لیکن سینیٹ میں جو تجاویز ہم نے دیں ان کی کوئی output, result or implementation اب تک ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں نوے دن پورے کرنے ہیں اور ہم ان کو اسی طرح پورا کرتے ہیں کہ ایک issue کو discuss کریں، اس پر debate کریں جبکہ اس کا کوئی result نہیں آتا ہے، نہ ہی کوئی متعلقہ وزیر بیٹھتا ہے اور نہ اس پر سنجیدگی سے کوئی بات ہوتی ہے۔ جناب والا! مہنگائی اس وقت ایک اہم issue ہے۔ اس ملک میں مہنگائی اس حد تک بڑھ گئی ہے، آپ اپنے ہمسایہ ممالک انڈیا، بنگلہ دیش کو دیکھیں، پاکستان میں اس حد تک مہنگائی بڑھ گئی ہے کہ ایک غریب کے اگر تین، چار یا پانچ بچے ہیں، آپ ان کا بجٹ بنائیں، اگر ان کا education allowance الگ کریں، ان کا accommodation allowance الگ کریں، ان کا transport allowance الگ کریں، انہوں نے ہسپتالوں میں جا کر جو اخراجات کرنے ہیں ان کو الگ کریں تو مجھے بتائیں کہ اگر ایک نائب قاصد پانچ چھ ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے اور اس کے چار، پانچ یا چھ بچے ہیں تو اس کا کیا حال ہو گا؟ ہم لوگ تو یہ اخراجات afford کر سکتے ہیں کیونکہ ہم salaries and TA/DA charges بھی لیتے ہیں، آپ کر سکتے ہیں، کوئی XEN, کوئی director, کوئی بڑا وزیر کر سکتا ہے، وہ تو کماتے ہیں لیکن غریب جو اس ملک میں تقریباً 98% کے قریب ہیں، ان غریبوں کی وجہ سے ہی ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہمیں جو عزت و احترام دیا ہے انہی 98% غریب لوگوں کے ووٹوں کی وجہ سے دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں challenge کرتا ہوں، آپ بھی اس ایوان میں کافی عرصے سے موجود ہیں، آج تک سینیٹ یا قومی اسمبلی میں ان غریبوں کے لیے کوئی ,benefit کوئی ,relief کوئی policy انہوں نے بنائی ہو۔ ہم لوگ جن کے ووٹوں کی وجہ سے یہاں پر موجود ہیں ان کو ہم سے ایسا کوئی فائدہ حاصل ہو، ان کو کوئی relief ملے، ان کو benefit ملے، ایسا بالکل نہیں ہے۔ جناب والا! اب تو لوگ اس مہنگائی کی وجہ سے اس بات پر بھی تیار ہیں کہ اپنے چار یا پانچ بچوں کو سمندر میں پھینک دیں تاکہ خرچ کم ہو۔ اس مہنگائی کی وجہ سے اب تو لوگ خود سوزی اور خودکشی پر مجبور ہیں۔ ہم یہاں پر ارب پتی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اکثر لوگ امیر ہیں، ان میں صرف 5% or 4 ممبران غریب ہوں گے۔ جس ملک کے ممبران پارلیمنٹ اور وزراء تاجر ہوں آپ اس ملک میں مہنگائی کو کیسے control کر سکتے ہیں؟ اس طرح مہنگائی کبھی کم نہیں ہو گی کیونکہ ہم خود ہی مہنگائی بڑھاتے ہیں، ہم خود ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، ہماری کابینہ کے وزراء کی اکثریت تاجروں کی ہے۔ ہمارے ملک کا سربراہ تاجر ہے، ہمارے جتنے بھی سینیٹرز یا ممبران قومی اسمبلی ہیں وہ سارے تاجر ہیں۔ اگر ہم گلہ کریں تو کس سے کریں؟ ہمارے ملک میں بدقسمتی سے غریبوں کو ان ایوانوں تک نہیں آنے دیا جاتا، انتخابات میں غریبوں کو کوئی کاغذات جمع کروانے بھی نہیں دیتا، ان میں ہم جیسے چار پانچ غریب لوگ پتا نہیں کیسے آگئے ہیں؟ یہ ہماری بدقسمتی سمجھیں یا خوش قسمتی سمجھیں ورنہ یہاں پر جتنے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بڑے بڑے landlords اور مالدار لوگ ہیں۔

جناب چیئرمین! مہنگائی نے اس ملک کے غریبوں کو بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خاتمے کے لیے جامع منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں کو مل بیٹھ کر اور دونوں ایوانوں کو اس بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہاں پر کوئی بھی تاجر یا کوئی بھی دکاندار، جس کا جی چاہے وہ راتوں رات قیمتیں بڑھا دیتا ہے، اس کو نہ تو کوئی گرفتار کرتا ہے نہ ہی اس کے خلاف کوئی FIR register کی جاتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی audit ہوتا ہے کہ تم نے قیمتیں کیوں بڑھا دی ہیں؟ جب پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو راتوں رات یہاں پر قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں۔ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ جناب والا! راولپنڈی سے آبپارہ تک کا کرایہ آٹھ سے دس روپے تک تھا لیکن اب بیس روپے میں بھی یہ سفر نہیں کیا جا سکتا۔ ایک غریب نائب قاصد یہ کس طرح afford کر سکتا ہے؟ جناب چیئرمین! اس ملک کے ساتھ اور ان غریبوں کے ساتھ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ اس کے لیے ایک جامع منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ کرپشن بھی

اس میں ایک وجہ ہے، ہمارے بڑے لوگوں کی ذخیرہ اندوزی بھی اس میں شامل ہے۔ ایران ہمارے پڑوس میں موجود ہے وہاں ہر ایرانی کو ایک subsidy card جاری کیا جاتا ہے، جس میں حکومت اپنے شہریوں کے لیے راشن وغیرہ کی مد میں 90% اپنے طور پر ادا کرتی ہے اور صرف 10% شہری کو دینا پڑتا ہے، اس لیے وہاں کے لوگ خوشحال ہیں۔ حکومت نے اپنے شہریوں کا یہ مسئلہ حل کیا ہے۔ پاکستان میں ان غریبوں کے لیے ایک ایسا نظام ہونا چاہیے تاکہ وہ اس مہنگائی کے ظلم سے نجات حاصل کر سکیں۔ میرے خیال میں اس کے لیے نشستند، گفتند، برخاستند نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ جب آپ اس issue کو wind up کریں گے تو اس کے لیے متعلقہ کمیٹی کو باقاعدہ ہدایت کی جائے گی کہ ایک جامع لائحہ عمل تیار کر کے پیش کیا جائے۔ جو لوگ ناجائز طور پر راتوں رات قیمتیں بڑھاتے ہیں ان کے خلاف action ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ وزارت پٹرولیم سے بھی پوچھا جائے کہ اس نے مختلف قسم کے sales tax اور نہ جانے کون کون سے taxes لگائے ہوئے ہیں، ان کو ختم کیا جائے اور پٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کرے۔ اس ملک کے 98% غریب لوگ ہیں، اس ملک میں رہنے کا حق ان کا بھی ہے۔ ان کا قصور صرف یہی ہے کہ اللہ نے انہیں غریب پیدا کیا ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میری اور آپ کی طرح وہ بھی انسان ہیں لیکن وہ بے چارے غریب ہیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ بھی غریب تھے۔ ہمیں غربت پر فخر ہے، یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ اس ملک میں غریبوں کی جو حالت ہے اس بارے میں آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں۔ خدارا! ان پر رحم کیا جائے اور مہنگائی کی جو لہر ہے اس کو روکا جائے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ حسیب صاحب آپ آخری مقرر ہیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں آخری مقرر ہوں۔ تمام باتیں سننے کے بعد میں بہت مؤدبانہ درخواست کروں گا کہ اس کے بعد جو نتیجہ سامنے آئے وہ ایسا ہو کہ جس سے ہمیں اس مسئلے کا کوئی حل نظر آئے۔ ہم صرف بات چیت نہ کریں۔ میری درخواست یہ بھی ہو گی کہ وزیر صاحبہ ہمیں اردو میں بتائیں کیونکہ یہ ایک انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ جناب والا! اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اللہ نے مجھے منتخب کیا کہ میں ہزاروں لوگوں کی نوکری اور روٹی کا انتظام کروں اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے کہ اس نے مجھے سینیٹ میں ممبر بنا کر بھیجا کہ میں ان لوگوں کی آواز بن کر آپ تک ان کی آواز پہنچا سکوں۔

جناب چیئرمین! جو حالات یہاں پر discuss کیے گیے، اس سے زیادہ خراب ہیں کیونکہ میں دو چیزوں کو represent کرتا ہوں، ایک business industry جہاں پر میں بیٹھا ہوں اور دوسرا طبقہ غریب ہے جس کو روٹی چاہیے۔ اب ان دو چیزوں پر میری زندگی کے پچاس سال گزر گئے ہیں۔ جناب والا! آج میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے صرف تقریریں کرنی ہیں اور بات یہیں پر ختم کر دینی ہے تو کل کچھ نہیں ہوگا تو لیکن کل یہاں پر ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ اگر اس پر پیش رفت نہیں کی گئی تو یقین جانیے، کیونکہ میں ہزاروں لاکھوں لوگوں کو دیکھتا ہوں، ان میں بیٹھتا ہوں، ان کی روٹی روزی کا انتظام نہیں ہے، ان کی تعلیم کا انتظام نہیں ہے۔ ان کے روزگار کا انتظام نہیں ہے۔ انڈسٹریز بند ہیں۔ میں ان میں بیٹھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کل کیا ہوگا۔ اگر آپ نے آج فیصلہ نہیں کیا تو کل انقلاب آسکتا ہے۔ روٹی نہیں مل رہی ہے جناب چیئرمین۔ میں یہ درخواست کروں گا، اس کا حل صرف یہ ہے، یہ بتایا جائے کہ روٹی کمانے کے لیے Fund management کی بات میں نہیں کر رہا ہوں۔ پیسہ آپ کے پاس ہے۔ آپ اس کو manage کر لیں، آج جمع کر لیں، نکال لیں۔ میں پیسے کمانے کی بات کر رہا ہوں۔ غریب کو روٹی ملے گی یا نہیں؟ غریب کو پہلے پیسے ملیں گے۔ جب پیسے ملیں گے تو ان کو دے کر وہ روٹی لے گا۔ روٹی کمانے کے لیے کیا ذرائع استعمال کیے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ ہماری Finance Minister Sahiba یہ بتائیں کہ inflation کم کرنے کا ان کے پاس کیا طریقہ ہے ہنگامی بنیادوں پر؟ کل کریں گی تو لیٹ ہو جائے گا، آج کیجیے۔ ان کے پاس کیا طریقہ ہے کہ یہ 86 روپے کی حد چھوڑیں۔ پرسوں سے میں سویا نہیں ہوں۔ جب سے یہ پتا چلا ہے کہ 90 rupees ہو جائے گا تو پرسوں سے میں دو رات سویا نہیں ہوں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ 86 روپے سے نیچے کب آئے گا؟ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں جناب Minister Sahiba سے کہ یہ بتایا جائے کہ کیا پاکستان آہستہ آہستہ import based country تو بنتا نہیں جا رہا۔ اگر یہ import based country بن جائے گا بتائیں یہ پندرہ سولہ کروڑ عوام کہاں جائیں گے؟ یہ Import based country بن رہی ہے اس لیے کہ آپ نے یہاں پر انڈسٹری کا جو حشر کر دیا ہے اور جو cost of business آپ نے بڑھا دی ہے۔ میں اس لیے کہتا ہوں Mr. Chairman, کہ میں چوبیس گھنٹے اسی میں involve ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ میری cost of business کیا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ میں اپنے ملک میں بھی چائنا کا یا دوسرے ممالک کا مال نہیں بیچ سکتا۔ میں export کیا کروں گا؟ Export کرنے کے لیے cost of business کم کرنا پڑے گی۔ اگر آپ export کرنے کے قابل نہیں ہیں، باہر کی دنیا سے جو مال آ

رہا ہے، اس کو آپ اپنے ملک میں بیچنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ آپ کے ہاں cost of business بہت زیادہ ہے۔ اگر cost of business زیادہ ہے اور آپ نہیں بیچ سکتے تو میرا پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم import based country نہیں بن جائیں گے اور اگر ہم بن جائیں گے تو کیا پھر وہ مزدوروں کا انقلاب نہیں آئے گا جو بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ جن کے پاس تعلیم نہیں ہے، جن کے پاس صحت نہیں ہے۔ چاہے وہ سندھ ہو، چاہے وہ پنجاب ہو، چاہے وہ فرنٹیئر ہو اور چاہے بلوچستان ہو۔ ہر جگہ پر تعلیم ہے نہ روزگار ہے اور نہ ہی صحت ہے۔ ہمارا ملک import based country بنتا جا رہا ہے۔ حالات انتہائی خوفناک ہیں۔ جتنی میں نے باتیں کی ہیں اور آپ نے باتیں سنی ہیں اس کو جناب چیئرمین! 100% اس کو بڑھا دیجئے حالات اتنے خراب ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی Minister Sahiba wind up کر لیجئے آپ please.

Ms. Hina Rabbani Khar: Honourable Chairman, this motion is regarding the prevailing price hike and the overall economic situation in the country. Sir, I would like to wind up looking at inflation first, obviously. A major component of the debate and most of the honorable members stood up and talked about inflation and the persistent inflationary pressure within this country and talked about specifics also. It is important too because inflation is not there in a vacuum. There is an overall economic situation, the overall macro−economic instruments which are available to any government, to any policy maker which determine all these different factors. So, then, I would like to touch upon overall economic situation in the country and the trends that are visible over there. I would try to be realistic because it is important for us to be realistic and to not make things to be bigger or smaller than what they are. I will try to give facts as they are the good and the bad but it is important for us to be, at least, realistically optimistic about the future of this country because, I think, as legislators and as

parliamentarians, if we cease to be optimistic and if we, at least, cease to what are some of the positive trends then we will not be able to play our due role as parliamentarians and as policy makers.

I would start by responding to some of the recent debate which has been taking place in the Senate. Particularly, the honourable Senator Dar, the mover of this Resolution also and he, I think, in some ways reflected on the issues which were raised by other Senators, so, just by starting to respond to that and then coming to other things.

Initially Sir, lots of questions about inflation and how the government has been unable to curb inflation within this country and these are arguments that you see in both houses of the Parliament. I am just coming from dealing with a Calling Attention Notice in the National Assembly where the same issue was raised. So, clearly inflation is an issue.

Honourable Chairman, my question to the honourable House will be that when it comes to the policy decisions of this Government and if we look at the last year and a half, two years and if we look at the various policy instruments which were available to this Government, can we safely say that the Government compromised on inflation at the cost of other things, I think it is the opposite way round. I think this Government took a policy decision which is reflected by a Cabinet decision and how it has been absorbed by the Government because of the views which have been emanating on both sides of both the Houses where inflation was not compromised, where we understand that inflation is something which taxes the poor, the most, and it is something that we were unwilling to live with.

Mr. Chairman, let us not forget the time in late 2008 when people within this House were talking abut Pakistan going towards

hyper−inflation and becoming a South American country and let us not remember that your food inflation at that time was close to 30% and your overall inflation was running into 20 percentage point and above. When we presented the budget this financial year, we said that we would like to bring inflation to the tune of single digit. I am pleased to say that initially, if you look at the SPI figures, post July your SPI year on year was looking pretty good and it had even gone down to single digit figures. However, today if you look at December, 2009 and compare it to December, 2008, your CPI (Consumer Price Index) which is you normally look at inflation. In December, 2008 it was sitting at about 23.3%. Today, in December, 2009 the comparison is at 10.5%. So, to make a statement that this Government has been unsuccessful entirely and this Government has failed entirely to be able to curb inflation It would be, I think, therefore, a wrong statement. To say that, yes, we need to do even more, to say that, yes, we need to take all effective measures, is indeed correct statement. We always need to do more because inflation, as I said, is the biggest tax on the poorest of the poor of this country but to say that we have failed entirely or this Government is not serious about it or this Government does not intend to curb inflation and this Government has not taken steps to curb inflation, within my view, it is not entirely a correct statement. Let me say honourable Chairman, that we have compromised on other things which have also resonated from this House. People have talked about in extra tight monetary policy, people have talked about the discount rate not coming down enough and therefore, manufacturing sector not getting enough support but why do you think we have taken a policy decision on that? We have taken a policy decision on that because that has a direct co−relation with

the inflation because any relaxation on that would have more inflationary effect.

So, this is a thin balancing act that any Government has to do. We take our marching orders from the Houses of the Parliament and the Cabinet and the policy decision of this Government has been very clear that there will no be shortfall or there will be no shortcoming on Government's part in terms of dealing with inflation but are we facing difficult economic situation internationally and domestically? Yes, we are, clearly we are, and here honourable Chairman, we will not be able to look at Pakistan's situation in the vacuum and all of the honourable Senators who are part of businesses and industry understand that Pakistan cannot, you know, even if your situation at home tends to be slightly improving but you will not be able to completely lockout what is happening in the international market. Let me just give you a very quick snapshot of that. Now, we have talked incessantly about two issues; sugar and wheat. Both are absolutely correct. In wheat, let me make a policy statement that yes, the Government decided to be on the side of the farmers and yes, the Government decided to ensure that it will not repeat the mistakes of the past where you were subsidizing not your own farmers, but you were subsidizing the international farmers. We decided to keep wheat prices and give it a support price which resulted in your change in wheat prices being somewhat upward of 9% or close to 9% whereas international wheat prices came down by 16%. So, I will admit that this was a policy decision of Government because we refused to subsidize the international farmers at the cost of our own farmers. If there is a farmer, that ought to be subsidized and because it is a matter of food security, honourable Chairman, because you are not self-sufficient in wheat, it is a matter of food security for this country.

In sugar, honourable Chairman, I am giving you the realistic picture. In sugar however, percentage increase in international prices from January, 2009 to January 2010 is 110 per cent. In your country in the same period, the increase has been 71 per cent. Now, is that something for the government to congratulate itself about that. Yes, we have been able to maintain an increase of 71 per cent, clearly not. I am not justifying that but all I am saying is that you cannot look at where you are, or where your prices are going in the vacuum. You have to look at it within the overall economic context, within the context of the international market prices because when you go through a short fall, the only option that you have is, one long term policy measures of encouraging your farmers to grow the same commodity and giving various incentives to the industry and two, the only other option that you have in the very short term is to import. And when you import, you import unfortunately, not on subsidized rates but on international market prices.

Sir, as far as inflation is concerned, honourable Chairman! it is my humble opinion that we have done reasonably well, the inflation is the biggest challenge that this Government faces today. As I said in the last month of the year that has passed, inflation was almost coming out to single digit number; it is now showing some trends of increasing but we are quite sure that we will be able to curb it within the range of 11 per cent and we will end the year around between 10 to11 per cent which will obviously, be a market improvement from the previous year which ended in about 20 per cent or so. So, I think, while it is absolutely correct for the honourable member to point out that inflation is a major problem for this country and we can not lie low on that but it will be unfair to

say that this Government has done nothing to be able to curb inflation in this country.

Now, Mr. Chairman! this is a very quick review of the overall economic situation, which, I think, economically the last two years have been extremely challenging years for this country, but if you look at and here very recently a statement was made that we are turning this country into an import intensive country and into a country which is only dependent on imports. I would completely disagree with that statement because in the last few months your import dependence has come down by a really significant number. And if you look at your import, then your import bill has been to the tune of, in absolute terms your import bill has come down by about, I think 3 to 4 billion dollars in the last 6 months. While import recorded a growth of about 37 per cent in December, 2009, over the same month of last year, overall imports during July to December 2009−2010 of the fiscal year reached 16 billion dollars as apposed to 19.1 billion dollars in the same period last year. So you see a decrease of about 3.1 billion dollars to be exact. I said 4 billion dollars but it is 3.1 billion dollars to be exact in the last 6 months, when you compare to the last 6 months of the same time during the last financial year.

Honourable Chairman! it is my privilege to share with honourable Senators over here that though exports have been for the last two years a major challenge for this country and every time we have kept a target, we have been unable to achieve the export growth that we set before. But let us look at it in the context of what is happening in the world market. China suffered a decrease of 16 per cent in its exports last financial year. Today your exports, if you look in the overall context, it has obviously decreased marginally within this financial year and in the previous financial

year also there has been decrease. But in the month of December, which is the latest figure, which are available to the Government, exports actually increased by 25.9 per cent in December last year. So, these are by no means something, as I said, nothing to congratulate yourself for it and we all know that we have been suffering from underutilize capacity within our industry. So, when I give you the same figure for the last three months of manufacturing industry and say that the last 3 months manufacturing industries figures for December 2009 show an increase of 20 per cent. Now, it is obviously again nothing to really congratulate yourself about because where you were going to underutilized capacity of the manufacturing sector but at least, it shows that the decrease or decline has been halted and you are going on a solid path to recovery and it is a very challenging path for internal pressures that we have on our fiscal space. I will go on these pressures because as honourable Senator Muhammad Ishaq Dar mentioned the PSDP cut, I will go in detail about what those pressures are. But I do go forward, I think, it is important to realize that despite these pressures we are seeing some improvement somewhere but it is not something on which we can make long term projections. But we are hoping that this is the path of a rising trend. Again as I said, I will give the realistic figures but when I come on SPI, in the future six moths, the same six months, we were looking at about two billion dollars, right now you are looking at close to 1 billion dollars only. And it shows external and internal security situation does not leave much room for the imagination as to why this is so.

Honourable Chairman! however, I think, one thing that this Government can congratulate itself as far as the macro economic stabilization is concerned, it is the remittances of workers working abroad, because that I think while people were painting a doomsday

scenario of where the remittances are going to go for a nosedive, given the external economic situation and given the fact that in the Middle East and in the Europe and in the US, there were severe economic crisis taking place, our workers remittances amounting to about 4.5 billion dollars during July− December 2009−10 as against 3.6 billion dollars during the same period of last year. This is showing a runway increase of about 25 per cent. So, I think, this is something really positive, and when we talk about devaluation and where is the currency going; we do know that the inflow has come from workers and the remittances are going upward and this is something that we should be genuinely happy about. You obviously do know that the Foreign Exchanges Reserves are currently standing about 14.5 billion dollars as of February 4, 2010 up from about 6.4 billion dollars on November 26, 2008. So, I am just trying to give you a perspective of where we are in numbers today and comparing it to where we were before.

Then, I think honourable Chairman! it will be a miss on my part not to mention the fact that when this budget was presented, I remember a lot of people raised serious concerns about two things — about the inflows that are to come from the SODP and about Government projections of FBR revenue. Let me again show, where we have worked well and where should have worked better. On the SODP, while we made an assessment of about 2 billion dollars coming in within this financial year while overall foreign inflows will be within the range of about 6 billion dollars which we had expected, but as far as the specific from SODP is concerned while we had assumed about two billion dollars, we can roughly say, we will be looking at about 1.4 or 1.5 billion dollars and we will have a shortfall of 4, 5 billion dollars which will be made up from project assessment which will be coming in from the

multilateral and other sources. It will be made up but nevertheless, the SODP amount has been revised downward. However, on revenues while it was said that 1380 will be an impossible target to achieve, let me just say that we have revised the target marginally upward and we are well on our way to be achieving the target of 1380 and what that says for your Tax to GDP ratio is that overall within this year you will see a rise of 1.5 per cent which is certainly something to be happy about. And yes it is true that one per cent of this increase is only going to be coming from the petroleum levies but the rest of it is going to be coming from better administration and other things.

Now honourable Chairman! giving you an overview of inflation figures, giving you an overview of the overall economic situation, let me come down to some specifics which were just mentioned. First of all on the PSDP cut, I think the questions were raised and raised fairly because this Government has also tried its best and also gave its commitment that we will try our best to not cut down on PSDP. Honourable Chairman! while the Federal Government share or the Federal PSDP share was about 421 billion out of the 628 billion, we will be now looking at a figure which will be probably close to, may be 300 billion but certainly nothing less than 275 billion. So this is indeed a substantial fact. And let me just give you two broad and big items from which this statistics is coming and if disagree or we think that reorientation can be made, we have obviously the service of all years. The two major unbudgeted items or items on which we had budgeted was one the electricity subsidy because despite the increase in electricity which we have had to do and which honourable House has recognized to be detrimental for the interest of the people. We would have had to do more increase if we had given the subsidy

which is not given in the budget of close to about 60 billion rupees, 48 billion rupees have already been disbursed. Then honourable Chairman! we have had an overrun in the spending on the border area. We all know the reasons for that because Pakistan is actively occupied within that area, the overall increase has been close to 110 billion rupees. So, because of these two large digit items, we have had to currently look at revising the PSP. But honourable Chairman! as we go forward with the National Finance Commission Award for which both the Houses of Parliament and certainly the Governments in the Provinces, who played a major role in letting this happen, of course, the Government of Punjab and Senator Dar himself played a major role in that. Let us say that we will have to be more realistic about what the PSP numbers are to be at the federal level because as more and more resources go to the Provinces, the Provinces will have to take more and more responsibility of the infrastructure and the other developments i.e., need of the country.

Honourable Chairman! lot of questions were raised about the devaluation of the rupee. Let me just comment, but Mr. Tarin will be in a better position to comment on it. I think some of his comments were mis−communicated in the press as far as policy of this Government is concerned. There will be a real devaluation of the currency as we had seen in the past. There was a period of very large fluctuation and we saw most of the fluctuations were within the period in the last of 2008 and early 2009. After that the fluctuation has been rather reasonable and almost in tune and in line with whatever is happening with other currencies, nothing really out of the ordinary or out of the blue. Then it was also said that saving has not been given priority by this Government. I completely agree as far as their sayings are concerned that there is no saving

culture in Pakistan, as an institution. We have not put up institution which inculcates culture of saving. Let me just say that the Ministry of Finance is currently on its way of putting up a new management team on the national saving centre, so that at least that can be used as an important vehicle to be able to encourage people to save. Most of the savings anywhere else in the world whether it is Germany or it is Japan which have excellent saving culture comes from the middle class, and it is really being able to provide opportunity to the middle class to be able to save in a way which is expected from them. Then of course, there was also a question about the value added tax and what it will do. Now the consultation and taking the stakeholders into confidence process, I witnessed it myself as a part of it, started about a year and a half back and as we go forward, obviously the level of consultation has increased and has to be taken to the next level which is continuing and their internal reform and their ability to be able to deal with, yes, what is going to be a very complicated system. Therefore, when we make an assessment of what we will be gaining out of it, may be much more, but initially we are making a conservative estimate of what is to come.

Then honourable Chairman, the issue of the public sector enterprises and how that is literally run on your resources and how that diverts what could be very useful resource for your development requirement, which are really going nowhere, were brought up. Let me just say that under the leadership of the Finance Minister, the Prime Minister set up a Cabinet Committee in this respect. Look at eight PSEs, i.e Public Sector Enterprises immediately and within the year, look at their restructuring , what to do about its future and these eight included, are giving the largest dint on your public expenditure that includes; PIA, Railways,

PEPCO, PASSCO, TCP and others. So, then I think there was also a question raised about how manufacturing sector should be given more importance and particularly the textile. Let me just say that a package of about 40 billion rupees for textile was introduced and in this increase of about 20% that I have shared with you on export, a majority of that is coming from textile. The textile sector has picked up recently and we hope this increase will continue and yes, it has the major impact on the non performing loans of the banking system. It has already shown some impact in the positive but at a policy level honourable Chairman, it is pertinent to share with this House that this Government has also very aggressively followed the question of a preferential market access with both the EU and with the US, I think that in today's Pakistan, in the immediate future, nothing thinking long term, not going to much into the future, in the immediate term will have a major impact. It may be able to get any breakthrough with either the European Union or with the US on preferential market access because as you know today your lack of preferential market access put you not at the same level as Bangladesh, Sri Lanka and some other countries. So, I will try to give an answer to all the major concerns which were brought in and I have tried to give a realistic assessment of the situation as it exists. Yes, nothing is hunky-dory, things are not easy, it is very difficult economic situation to deal with but the latest figures show that you are somewhat getting in control of the situation and you are hopefully starting a sustainable upward journey.

Mr. Chairman: Thank you Minister. The motion has been talked out. Now we take Legislative Business.

ایک Bill Public Defender کا ہے اور دوسرا Science and Technology کا ہے۔

Ms. Mehreen Anwar Raja: Sir, if you take it tomorrow.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے Items No. 3, 4, and 5 کو defer کر دیتے ہیں۔

They are deferred till tomorrow. Are there points of order?

جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب آپ کا point of order لے لیتے ہیں۔

Points of Order

Scarcity of Drinking Water in Islamabad

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ جناب والا! اسلام آباد کے سیکٹر جی سکس اور جی سیون میں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ ٹیوب ویلز والے ان کو رات کے دو بجے پانی کی سپلائی شروع کرتے ہیں، لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں، پانی ضائع ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں sectors suffer کر رہے ہیں۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ جی سکس اور جی سیون میں پانی کی سپلائی کا ٹائم ٹیبل دن رکھا جائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو اور پانی کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! ذرا اس کو دیکھ لیجیے گا۔ جی فرمائیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب چیئرمین! مندوخیل صاحب کی سی ڈی اے کے ممبر انجینئرنگ کے ساتھ میٹنگ کروالیتے ہیں۔ دیکھیں، بہت سارے سیکٹر ہیں، اگر ہر ایک سیکٹر یہ چاہے کہ ان کو سارا پانی دن کے وقت ملے اور رات کو نہ ملے۔

جناب چیئرمین: آپ ان کی میٹنگ کروا لیجیے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جی بالکل۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! آپ کی میٹنگ کرا دیتے ہیں جو سی ڈی اے کے concerned officers ہیں۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: آپ شیڈول طے کر لیں۔ میں ان کو بلا لیتا ہوں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جی بلا لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ ایک میٹنگ کروا لیجیے۔ جی بلیدی صاحب۔

Problems of Students from Balochistan Studying in the Punjab.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! دو چار دن پہلے میں کوئٹہ گیا تھا تو بلوچستان کے وہ لوگ جو پنجاب میں پڑھتے ہیں ان کا 30, 40 افراد کا ایک وفد میرے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی اور پرسوں بھی ان کا مجھے فون آیا۔ ساہیوال اور ملتان کے کیڈٹ کالجوں میں جو بلوچستان کا کوٹا ہے، وہاں جو Bloch students پڑھتے ہیں ان پر فائرنگ بھی ہوئی ہے اور وہ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ ان پر باقاعدہ ظلم و تشدد کیا گیا ہے۔ وہاں پر وہ لوگ بھاگ کر کچھ کوئٹہ پہنچ گئے۔ انہوں نے اطلاع بھی دی ہے وہاں پر پرنسپل کو اور وہاں کی انتظامیہ کو بھی مطلع کیا گیا لیکن انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا ہے۔ وہاں پر جو لوگ موجود ہیں وہ خوف و ہراس میں ہیں۔ پنجاب کے جن جن اداروں میں وہ پڑھتے ہیں ان کو باقاعدہ دھمکی دی جارہی ہے کہ آپ یہاں کے کالجوں کو چھوڑیں اور یہاں کے اداروں کو چھوڑیں ورنہ ہم آپ کو ماریں گے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو یہ آگ پھر بھڑک جائے گی۔ پتا نہیں کہ اس کا کیا result out ہوگا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کے لئے چیف سیکرٹری پنجاب کے ساتھ نیئر بخاری صاحب بات کریں، وزیر اعلیٰ سے بات کریں اور اس بات کا باقاعدہ ایکشن لیں یہ جو students پر فائرنگ ہوئی ہے اور وہ زخمی ہوئے ہیں۔ ان کی FIR بھی درج کروائیں۔ جن لوگوں نے ان پر حملہ کیا ہے ان کے خلاف تادیبی کارروائی ہو اور ان کو گرفتار کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ ان کا کوٹا یہاں پر کیڈٹ کالجوں میں مقرر ہے اور وہ لوگ اسی کوٹے میں پڑھتے ہیں لیکن نہ معلوم کہ ان کو کس وجہ سے تنگ کیا جارہا ہے۔ وہاں پر اس ادارے کا سربراہ بھی ٹس سے مس نہیں ہوا ہے۔ وہاں پر پولیس کو بھی انہوں نے اطلاع دی ہے، DIG اور IGP کو بھی اطلاع دے دی لیکن انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ایک منصوبے کے تحت ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے خلاف ایک سازش ہے۔ وہاں کے students کو تنگ کیا جارہا ہے۔ اگر ان کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا تو پھر بلوچستان بھی اس پر احتجاج کرے گا کیونکہ وہاں پر سارے بلوچستان کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس حرکت کے خلاف پنجاب کی حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا ہے میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اور تو کوئی کارروائی نہیں ہے۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, 24th February, 2010 at 4.30 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, 24th February, 2010 at 4.30 p.m.]